

سَعَى الْإِنْسَانِ مَكْرَهُ عِلْمٌ

تاريخ الإسلام

ص ١٠٠

دارالاشاعت كراچی

میں سے پہلے سے ہی میری طرف سے
میں سے پہلے سے ہی میری طرف سے
میں سے پہلے سے ہی میری طرف سے

تاریخ الاسلام

کا

پہلا کھینچا گیا

جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی
کئی زندگی تک کے حالات طیبات و نکات انداز میں

تحریر کے لئے ہیں

از مولانا محمد میاں صاحب مدظلہ

دارالانشاعت مولوی مساف خان کراچی

فہرست مضامین

۳۶	حضور کی ازدواجی زندگی	۱	تاریخ اسلام کے متعلق اکابر
	نبوت سے پہلے حضور	۳	امت کی آراء
۴۰	کے اخلاق و تعلقات	۴	نذر از مصنف
	رسالت نبوت رسول	۹	تعارف
۴۵	کی تعریف اور ضرورت	۱۱	بسم اللہ
۴۹	حضور کا نبی بنایا جانا	۱۲	فن تاریخ
۵۲	تبلیغ اور دعوت اسلام	۱۴	پیدائش مبارک
	کتاب کتب اسلام کی	۲۰	سائنسہ نسب شریف
۵۶	تبلیغ	۲۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۶۲	ہجرت یا خلا وطنی	۲۲	کی پرورش
	اسلام کی ترقی و حضور	۲۶	حضور کے دودھ پینے کا زمانہ
۶۶	کا مقاطعہ	۳۳	شام کا دوسرا سفر
۷۲	دوبارہ ہجرت حبشہ		نبوت سے پہلے حضرت
۸۰	خاتمہ		کی زندگی

تاریخ اسلام

کے متعلق اکابر امت و اخبارات کی شاندار آراء جو ہمیں موصول ہوئی ہیں وہ اگر سب مفصل لکھی جائیں تو اس کے لئے یہ مختصری جگہ بالکل ناکافی ہے اس لئے بعض اکابر و اخبارات کے چیدہ چیدہ کلمات ان کی آراہیں سے درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صاحب المدین دارالعلوم دیوبند کی پسندیدگی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بہت سے مدارس میں اس کو داخل درس کر چکے ہیں اور گراہے ہیں۔

حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ العلماء تحریر فرماتے ہیں کہ تاریخ الاسلام کو میں نے پڑھا یہ کتاب یقیناً اس کا حق رکھتی ہے کہ اسکولوں، انجمنوں، مکاتب وغیرہ میں اس کو داخل درس کیا جائے۔

حضرت مولانا محمد اعجاز علی صاحب مدظلہم سر و فیس دارالعلوم دیوبند جن کے امر و ارشاد کی بنا پر اوزین کے زیر ہدایت یہ سلسلہ تالیفات ہوا ہے ایک بطور تقریظ لیسٹ محفوظ ہالیہ کے تحت میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اس رسالہ میں نہ تو متعلق الفاظ ہیں نہ عقول ساؤلہ سے بالامضامین، سلاست مضامین کا یہ حال ہے کہ متوسط درجہ کا ذہین سچے بھلی باسانی سمجھ سکتا ہے۔ الفاظ میں اختصار ملحوظ رکھا ہے جس قدر نکالات ہیں اور جو بات لکھی ہے وہ مستحکم میری رائے ہے کہ اس رسالہ کی ترویج مسلمانان ہند کا اولین فریضہ ہے تبلیغی انجمنیں ان کے ذریعہ اپنے تبلیغی مقاصد میں باحسن وجوہ کامیاب ہو سکتی ہیں۔ اسلامی مدارس کو تو اس میں بہت زیادہ سرگرمی سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

تاریخ

مشہور ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی فریخت کے وقت
 کہ بڑے بڑے سرمایہ دار زر و جوہر کے خزانوں کا جائزہ لے رہے تھے، تو ایک
 بوڑھا سوت کی کتنی ادویوں لیکر حاضر ہوئی تھی کہ بازار محشر میں اس کا نام بھی یوسف
 علیہ السلام کے خریداروں کی فہرست میں درج ہو۔

ایک ناہنجار جب کوٹھڑی میں کہا جاتا ہے شاہ دو عالم، سرور کائنات
 رحمت للعالمین افضل المرسلین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں ایک
 ناچیز پر یہ لے کر حاضر ہوا ہے اور ہزار احترام و بصد ادب عرض رساں ہے کہ
 آہا کہ خاک را بنظر کیمیا کنند آہا بود کہ گوشہ چشمی بما کنند

خرواں چہ عجب از بنوازندگدارا

امید ہے کہ حلقہ بگوشانِ توحید اور امت کے نوہال آپ کی سوانح حیات
 سے بہرہ اندوز ہو کر سعادت دارین حاصل کریں اور اس سیاہ کار کے لئے بموجب
 مذاہب دارین ہوں۔

ذناکارہ خلاق محمد میاں عفا اللہ عنہ

قرآن و التماسِ اقرآن حکیم خدائے کم نزل کا ازلی اور ابدی کلام ہے جو صرف
 ایک بار ہی مجزہ نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں معجزوں کا مجموعہ ہے۔ اس مختصر

سی کتاب نے ساڑھے تیرہ برس کے عرصہ میں دنیا پر اپنی طرح واضح کر دیا کہ اگر کسی نبی کی تصدیق کے لئے زندہ معجزہ دیکھنا ہو تو وہ یہی قرآن کریم ہے جس کا ہر ہر شوشہ نیکڑوں برس گذر جانے کے بعد بھی اسی طرح محفوظ ہے جیسے خدا کے آسمان کا سوچ اور جاننے نوع انسان کی عام نظریں اگر اپنے اندر ثنائت، بنجیدگی اور انصاف پسندی کی روشنی رکھتی ہیں تو بیان کردہ حقائق سے سرمو بھی اختلاف نہ کریں گی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکم کی طرح دائرہ رسالت کے اس مرکز و چہرے کی زندگی بھی ہزاروں معجزوں کا خزانہ ہے جس پر مقدس کتاب نازل ہوئی تھی۔ اگر کتاب اللہ کی ہر آیت مستقل معجزہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدس کا ہر کارنامہ بھی مستقل آیت ہے جس کی نظیر سے دنیا سراسر قاصر ہے۔

اگر اللہ کی کتاب کا ہر ہر نقشہ اور شوشہ آج تک دنیا والوں کی دست برد اور ترمیم و تیسخ سے بالکل محفوظ ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاکیزہ کا ہر ہر سانچہ اور واقعہ بھی دنیا کے سامنے آئینہ بنا ہوا ہے۔

قرآن پاک کی آیات پر غور و فکر کے بعد اگر کوئی مبصر آخری فیصلہ کرتا ہے کہ "لا تنقضی عرابئہ" اس کے عجائبات ختم نہیں ہو سکتے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصوم زندگی اور معجزانہ اخلاق کا مطالعہ کرنے والا بھی انتہائی فیصلہ یہی صادر کرتا ہے کہ "لا تنقضی عرابئہ" اس کے عجائبات کی کوئی انتہا نہیں۔ حق تو یہ ہے کہ حیات مقدس کی محفل سوانح کا فرض نہ تو آج تک کسی سے ادا ہو سکا۔ اور بشری طاقت کے امکان میں ہے کہ قیامت تک اس فریضہ کی تکمیل سے سبکدوشی حاصل کر سکے۔ البتہ تفسیر قرآن کی طرح شیدایانِ جمالِ اقدس، سننے

بھی گاہ بگاہ قلم اٹھایا۔ اور اپنے طبعی مذاق یا فطری افتاد کے بموجب مختصر یا ضخیم ضخیم جلدیں لکھ والیں، مگر واقعہ یہ تھا۔

دریں درطہ کشتی فرود شد ہزار کہ پیدائش شد تخت برکنار

و تمام گشت و پیمان رسید عمر با پچھاں در اول وصف تو ماندیم

شکرہ شکایت اسیرت لنگاروں کی حالت پھر بھی غنیمت ہے کہ انھوں نے جاوہ پیمانی کا قصد تو کیا یہ دوسری بات ہے کہ منزل بعید تھی اور آخری مرحلہ پر رسائی ناممکن لایکلف اللہ نفساً الاوسعها۔

مگر عام مسلمانوں کے مذاق کی حالت بہت زیادہ قابل افسوس ہے۔

و نیا اپنے منقاد اور پیشوا کے حالات اجڑے ہوئے شہروں سے برباد شدہ آثار قدیمہ سے تلاش کر رہی ہے مگر تاریخیت کی کوتاہی کے باعث وہ سراب ہی پر

شکست کر رہ جاتی ہے جہاں چشمہ گا کہیں تپہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے برعکس یہاں چشمہ ان کے لبوں کے پاس خود آ رہا ہے وہ تشنہ بھی ہیں مگر افسوس

وہ اب حیات کی شناخت بالکل ناواقف، ان کے ہاتھوں کے سامنے حیات مقدس کے عربی، فارسی، اردو، مختصر مرطول مختلف موضوع پر سینکڑوں رسالے

موجود ہیں۔ مگر گویا وہ رسائل کیا ہیں۔ اقباب ہیں جن کو چشم شیر دیکھ نہیں سکتی یہ سپہ سنجمان قسمت را چہ سودا زر ہر کابل کہ خضر از آب حیواں تشنہ لب آرد سکندرا

میلاد شریف کے ایجاد کی غرض و غایت یا وجوہ و اسباب کیا تھے ان سے بحث کرنا میرے ذرائع میں داخل نہیں، لیکن رفتار زمانہ اور اختلافت طوائف نے جو

شکل پیدا کر دی ہے اس کی مثال بعینہ یہ ہے کہ دو کتاب سعادت

کے صرف خوبصورت ٹائٹیل پر ایک سطحی نظر ڈال کر خوش ہو لیا جائے اور اس کے کیمیاوی اکیسرسخون کی طرف مطلقاً توجہ نہ کی جائے۔

ضرورت محسوس کی گئی کہ بچوں کو ابتدائی تعلیم کے سلسلہ میں حضور کی سوانح پر ایک نظر ڈلوادی جائے تاکہ آغاز زندگی کا یہ چمکا ممکن ہے کسی مفید نتیجہ تک ان کو پہنچا سکے اس مبارک مقصد کی تکمیل کی طرف بھی مصنفین کے قلموں سے روانی اختیار کی مگر افسوس کہ لوگوں نے ان رسائل میں مشکلات کا بہانا لینا شروع کیا۔ معلوم یہ واقعہ تھا یا بہانہ جو طبیعتوں کی جیلہ سازی بہر حال ضرورت محسوس ہوئی کہ اس آخری عذر کا بھی ازالہ کیا جائے۔ اور ضروری معلوم ہوا کہ سوال و جواب کی شکل میں ایک مختصر رسالہ کا اور اضافہ کیا جائے۔ جو زبان اور مضامین کے لحاظ سے وقتوں سے بالکل مبرا ہو۔

مگر یہ مقصد جس قدر آسان تھا، اسی قدر اس کی تکمیل کے لئے اردو زبان ذاتی اور محاورات سے واقفیت کی بھی ضرورت تھی تاکہ عبارت کی سلاہ الفاظ کی موزونیت کے ساتھ دلچسپی بھی حاصل ہو سکے۔

یہ ناکارہ کسی طرح بھی اس مقصد کا اہل نہ تھا مگر حضرت قبلہ سیدی سیدی اشاذ العلماء جناب مولانا الحاج مولوی حافظ محمد اعجاز علی صاحب مدظلہ العالی استاد فقہ و ادب و صدر دارالافتاء دارالعلوم دیوبند دام اللہ شرفہا نے مجبور فرمایا کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس کی تکمیل کی کوشش کی جائے۔

واجب الاحترام مشفق بزرگ کا ارشاد گرامی واجب التحمیل تھا مگر تکمیل کا زمانہ ٹھیک وہی تھا کہ جب ناکارہ کے ہوش و حواس اندرونی خانگی اور پیردنی بیانی

ملکی اور تعلیمی مشکلات کے آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ ایک گھنٹہ کا کام دو روز میں بھی ہونا مشکل تھا لیکن تاہم جس قدر ممکن ہو مشکلات پر غالب آئیگی کوشش کی مگر ایک آخری مشکل کو کسی طرح حل نہ کر سکا۔ وہ سیرت کی مطول کتابوں تک رسائی تھی۔

بہر حال جس قدر ممکن ہوا ابتدا اول کتب مثلاً صحاح شہداء ترمذی مع الوسیٰ شرح شہداء زاد المعاد۔ دروس التالیخ دول العرب والاسلام۔ سرور محزون وغیرہ سے ضروری ضروری اقتباس لے کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی جرات کر رہا ہوں باقی یہ کہ ان پریشانیوں کے جھگڑے میں خاکسار کی کوشش کہاں تک کامیاب رہی اس کا فیصلہ حضرات ناظرین کرام کے سپرد ہے۔

بندہ ناچیز۔

محمد میاں

تعارف

حلقہ جو شان تو حیدر اس انحطاط و منافرت کے پر آشوب دور میں اپنی مذہبی تاریخی تعلیم سے اس قدر محروم و رد گرداں ہو چکے ہیں کہ انھیں ہادی عالم علی الدین علیہ السلام کے اسوہ پاک اور فریضہ مقدسہ سے دور کا بھی اذق نہیں رہا۔ حالانکہ قرآن فہمی و مذہبِ دانی کا نام سراسر مذہبی تعلیم پر ہی موقوف و منحصر ہے لیکن مسلمان اس متلع گراں پایہ سے ایسے دست کش ہو گئے ہیں کہ ان کے مکاتیب و مدارس بھی اسلامی تاریخی تعلیم سے کٹیہ تیرا ہیں۔ وہاں تاریخِ اسلام کے ہمیشہ افرادِ روح اور واقعات کی بلہ حوصلہ شکن و منافرت انگیز جزئیات کی تعلیم دی جا رہی ہے تاکہ انہما ہی سے بچوں کے ادہان میں الساد و دہریت کی تخم ریزی ہو جائے اور وہ اپنے اسلاف کے کوالف صحیحہ سے بے خبر رہ کر اسی منافرت و مخالفت کی رو میں بہ نکلیں آپ خود ہی انصاف سے فرمائیں کہ ہماری کتابوں کے مرکز ہمارے نوہال پھر کیونکر اپنی تاریخ سے بے بہرہ ہوں۔ اور کس وجہ سے اکابرینِ اسلاف کی شان میں غیر متوقع امور کا ارتکاب کریں تو اجماعِ دہل کی قسمت کا پانسہ چمنستان کے نوشگفتہ پھولوں کے ہاتھ ہوتا ہی انھیں سے رفعت و عروج کی امیدیں وابستہ۔ اگر خوشگوار فضا و مساعد حالات میں صحیح طریق پر ان کی تعلیم و تربیت ہو جائے تو وہی اسلاف کے حقیقی اخلاقی بن کر مذہب و ملت، قوم و ملک کیلئے مفید و کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن اگر وہی اجزا زیادہ صواب سے منحرف ہو جائیں تو پھر یہی قوم کی ہلاکت و فلاکت اور ملت و نکت کے موجب بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ان حالات کے پیش نظر ایک ایسے اسلامی تاریخی نصابِ تعلیم کی ضرورت تھی جو بچوں کے ذہنی و فنی ارتقا کے مطابق زمانہ حال کی جملہ حوائج و ضروریات پر مشتمل ہو۔ اور یہی اعلیٰ و سہل طریق پر مرتب کیا جائے جو بچوں کو کوالف صحیحہ سے بہرہ اندوز کرنے کے علاوہ ان کے قلوب میں مذہب کی عظمت و جلال اور صداقت و حقیقت کو بھی راسخ کر دے تاکہ یہ نوہال اپنی اکابرین کے حالات سے جرات آموزی و جانبازی کا درس لیں اور اسی جذبہ ایشار سے متاثر ہو کر ان کے اتباع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا بڑا مہربان اور نہایت رحم فرماتے والا ہے

مَا لِكْ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ كَسْتَعِیْنُ ۝

اللہ ہے قیامت کے دن کا ہم آپ کی ہی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی مددگار ہیں

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ

تیرا دیکھے ہم کو سیدھا راستہ راستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

عَلَيْهِمْ غَیْرُ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝

الغلام فرمایا ہے نہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب نازل کیا گیا ہے

ہر قسم کی کتب قرآن شریف، علماء دیوبند اور تمام پاکستان و ہندوستان اور مصر و مطبوعات
بیروت وغیرہ اس تہ پر طلب فرمائیں بھجائی کتب طلب کرنے میں آپ کا فائدہ ہے

دارالاشاعت مولوی مسلمان کراچی

فن تاریخ

سوال۔ یہ کتاب جو تم پڑھ رہے ہو کس فن میں ہے؟

جواب۔ فن تاریخ میں۔

سوال۔ تاریخ کس کو کہتے ہیں؟

جواب۔ تاریخ اس علم کا نام ہے جو گزرے ہوئے اور موجودہ لوگوں کے حالات بتائے۔

سوال۔ علم تاریخ کس کے لئے مفید ہے؟

جواب۔ ہر سمجھ دار کے لئے۔

سوال۔ تاریخ کا مقصد اور فائدہ کیا ہے؟

جواب۔ جو حالات موجودہ زمانہ میں پیش آرہے ہیں ان کو

گزرے ہوئے زمانہ کی حالتوں سے ملا کر نتیجہ نکالنا

اور اس پر عمل کرنا۔

سوال۔ اس کی مثال پیش کرو۔

جواب۔ مثلاً کسی زمانہ میں رعیت بادشاہ کے مخالف

ہے اور فرض کرو کہ مخالفت کی وجہ یہ ہے

کہ بادشاہ ظلم کرتا ہے تو یہ دیکھنا کہ جب کبھی

بادشاہ نے ظلم کیا تو رعیت نے کس طرح مقابلہ

کیا اور پھر نتیجہ کیا ہوا۔

سوال۔ اس غور سے بادشاہ اور رعیت کو کیا فائدہ حاصل ہوگا۔

جواب۔ بادشاہ کو یہ فائدہ ہوگا کہ وہ سمجھ جائے گا کہ ظلم کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اگر وہ نتیجہ بادشاہت کی بنا ہی سے تو وہ ظلم چھوڑ کر رعیت کو خوش کر دینے کی کوشش کرے گا۔ اور رعیت کے لئے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ گزشتہ حالات سے اپنے لئے جنگ کا راستہ معلوم کر لے گی اور مصائب پر صابر اور مستقل رہے گی جو اس کے لئے کامیابی کی کنجی ہوگی۔

خلاصہ

یہ کتاب فن تاریخ میں ہے۔ اور جو فن گذرے ہوئے اور موجودہ لوگوں کے حالات بتائے۔ اس کو فن تاریخ کہتے ہیں، اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ گذرے ہوئے حالات سے موجودہ حالات کو ملا کر سبق حاصل کیا جائے۔

سوال۔ اس کتاب میں جس کو تم پڑھ رہے ہو کس کے حالات بیان کئے جائیں گے۔

جواب۔ اس پاک نبی اور بزرگ پیشوا کے جن کا

نام نامی "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قربان ہوں
آپ پر ہمارے ماں باپ اور ہماری جائیں۔
سوال۔ آپ کہاں پیدا ہوئے تھے، اور کہاں کے
رہنے والے تھے؟

جواب۔ مکہ معظمہ میں حضور پیدا ہوئے اور یہی شہر
آپ کا وطن تھا۔

سوال۔ مکہ کہاں ہے؟

جواب۔ ملک عرب میں۔

سوال۔ عرب کہاں ہے اس کی سمت اور کچھ خصوصیتیں
بیان کرو۔

جواب۔ عرب ایک ملک ہے، ہم سے بہت دور
پچھم کی طرف جہاں حاجی حج کرنے جایا کرتے ہیں اس
ملک میں ریتیلے میدان بہت زیادہ ہیں کہیں کہیں
چشمے بھی ہیں، بھجور، انجیر وغیرہ بہت زیادہ پیدا ہوتے
ہیں۔ اسی طرح بکریاں اور اونٹ بہت ہوتے ہیں۔ پہلے
زمانہ میں ان کی اون سے کپڑے اور کبیل بنایا کرتے
تھے۔ اور انہی کے اون یا چمڑے کے خیمے بنا
لیتے تھے۔

سوال۔ مکہ اور کعبہ میں کیا فرق ہے اور مسجد حرام

کس کو کہتے ہیں۔؟

جواب۔ مکہ تو شہر کا نام ہے اور اس شہر میں ایک جگہ ہے جس کو کعبہ کہتے ہیں۔ وہ مکان کی طرح بنتی ہوئی ہے۔ تقریباً بارہ پندرہ گز لمبی چوڑی اسی کو "بیت اللہ" کہتے ہیں۔ اور اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور اسی کے گردا گرد سات مرتبہ گھومنے کا نام طواف ہے اس کے گردا گرد چہار دیواری ہیں گھرا ہوا بہت بڑا صحن ہے اس کو "مسجد حرام" کہتے ہیں۔

سوال۔ مکہ کو کس نے آباد کیا، اور اس میں کون لوگ رہتے ہیں؟

جواب۔ مکہ کی زمین میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی ہاجرہ اور بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بسایا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد وہیں رہ پڑی۔ اور حضرت ہاجرہ کے زمانہ ہی میں قبیلہ "بنو جرہم" کے کچھ آدمی بھی آکر اس سرزمین میں رہنے لگے تھے۔ غرض کہ کے زیادہ تر رہنے والے ان ہی کی اولاد میں سے تھے

سوال۔ بنو جرہم کہاں رہا کرتے تھے؟

جواب۔ اسی علاقہ کے قریب جہاں آجکل مکہ شریف آباد ہے۔

جواب۔ سب سے پہلے تو حضرت آدم علیہ السلام نے نبایا تھا۔ مگر وہ منہدم ہو گیا تھا۔ اس کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا تھا۔ پھر خاص اسی جگہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے خدا کی عبادت کرنے کے لئے نبایا تھا۔

خلاصہ

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے حالات اس کتاب میں بیان کئے جائیں گے کہ کے رہنے والے تھے قریشی خاندان سے حضرت اسمعیلؑ کی اولاد سے۔ اور کہ ایک شہر ہے عرب میں۔ اسی جگہ وہ مشہور مقام ہے جس کو خانہ کعبہ کہتے ہیں۔ کہ میں سب سے پہلے بسنے والے حضرت اسمعیلؑ اور ان کی والدہ ماجدہ ہیں، قبیلہ بنو جرہم کے کچھ لوگ بھی اسی زمانہ میں آئے ان ہی کی اولاد مکہ میں رہتی ہے ان ہی کی اولاد قریظ بن کنانہ ہیں جن کی اولاد قریش کہتے ہیں۔

کہ اور کعبہ اور مسجد حرام میں فرق یہ ہے کہ شہر کا نام ہے۔ کعبہ اس میں ایک عمارت ہے اور اس کے گرد اگر دھن کا نام مسجد حرام ہے۔ کعبہ کی تعمیر کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام ہیں

پیدائش مبارک

سوال۔ حضور کی پیدائش کا دن اور تاریخ و مہینہ بتاؤ؟
 جواب۔ ۹ ماہ ربیع الاول، یوم ووشنبہ، مطابق ۲۰ اپریل
 ۱۰۰۰ء مطابق حکیم جلیل سید کا بکر می
 سوال۔ حضور کی پیدائش کا وقت کیا تھا؟
 جواب۔ صبح کی نماز کے وقت یعنی صبح صادق کے بعد اور
 آفتاب نکلنے سے پہلے۔

سوال۔ حضرت کی پیدائش کون سے سال ہوئی۔
 جواب۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پانچ سو ستر
 برس گزرنے کے بعد پانچ سو اسی برس میں ہیں جس سال
 اصحاب قبل کا واقعہ ہوا تھا۔

سوال۔ اصحاب قبل کون تھے، اور ان کا واقعہ کیا تھا؟
 جواب۔ حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے اپنے ہاتھ میں لائے گئے
 تھا اس کو یہ سوچھا کہ خانہ کعبہ کو معاذ اللہ منہدم کر دے، تاکہ

۱۰ تاریخ دول عرب و اسلام ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

۱۱ اور مشہور یہ بھی ہے کہ آپ کی پیدائش کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ہے، اور بعض
 ۸ ربیع الاول اور بعض ۳ ربیع الاول بھی کہتے ہیں۔ باقی اس میں اتفاق ہے کہ پیر کا دن تھا

اسکے منہاں کا "نقلی کعبہ" آباد ہو جو اس نے صنعاء میں بنایا تھا چنانچہ ہر
 ما شکر جس میں سینکڑوں ہاتھی تھے لیکر کہہ پر چڑھائی کر دی۔ جب
 خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے
 چڑیوں کے ذریعہ اس کے سارے لشکر کو ہلاک کر دیا۔ "صحابِ قیل
 کے معنی ہیں "ہاتھیوں والے" ان سے یہی لوگ مراد ہیں۔
 سوال۔ ابو رغال کون ہے اور اس کی قبر پر لوگ پتھر کیوں
 پھینکتے ہیں۔

جواب۔ ابو رغال قریش ہی کا ایک آدمی تھا، اس نے
 اپنی برادری سے خیانت اور دغا کر کے "ابرحہ" کو راستہ
 بنایا تھا۔ خدا نے اصحابِ قیل کے ساتھ سب سے پہلے
 اسے مار ڈالا۔ اب اس کی قبر پر پتھر پھینکتے ہیں تاکہ یاد رہے کہ
 قومی غدار کی یہ سزا ہے۔

سوال۔ چڑیوں نے ان کو کیسے تباہ کر دیا؟
 جواب۔ چڑیاں اپنی چونچوں سے چھوٹی چھوٹی کنکریاں پھینکتی
 تھیں جو چھروں کی طرح ان کے سروں میں گھس کر تمام بدن کو
 چرتی ہوئی پار ہو جاتی تھیں۔ اور جس کے لگتی تھیں اس کو ہلاک
 کر دیتی تھیں۔

سوال۔ تعجب ہے کہ چڑیوں کی چونچوں میں اتنی طاقت
 کیسے آگئی؟

جواب۔ جیسے بندوق کے گھوڑے میں جب ہم چھوٹے سے بے جان لوہے سے اتنا زور کا کام لے سکتے ہیں تو کیا تعجب ہے کہ خدا ایک جانور کی چونچ سے اتنا کام لے لے۔

سوال۔ ان مرنے والوں میں "ابرہہ" گورنر مین بھی تھا یا اس کو کچھ اور سزا دی گئی۔

جواب۔ "ابرہہ" فوراً نہیں مر گیا بلکہ اس کا بدن گل کرانگلی انگلی گر گئی۔ اس کو صنعا لے گئے اور بری طرح وہیں ہلاک ہوا۔ سوال حضور کی پیدائش کے وقت کیا ہوا۔

جواب۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے ایک نور دیکھا جس سے مشرب اور مشرق روشن ہو گئے تھے۔ فارس کی آگ بجھ گئی جو ایک ہزار برسوں سے ایک "آتشکدہ" میں برابر جل رہی تھی جس کی وہ لوگ پوجا کیا کرتے تھے۔ فارس کے بادشاہ "کسری" کے محل میں زلزلہ آگیا جس سے چودہ کنگرے گر پڑے اور اس قسم کے اور بھی واقعات ہیں جو بڑی کتابوں میں درج ہیں۔

سوال۔ یہ کیسے ہوا۔

جواب۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے، جس کے حکم سے آگ جلتی ہے، اور پانی بہتا ہے۔ نظر دیکھتی ہے اور جس کے حکم سے دنیا کی تمام چیزیں قائم ہیں۔

خلاصہ

۲۲ اپریل ۱۵۵۷ء یعنی جس سال اصحاب فیل کا واقعہ
 ہوا اسی سال ۹ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے
 خدائے حضور کی پیدائش کی وقت عجیب عجیب واقعات دکھا کر
 اپنی شان دکھائی واقعہ اصحاب فیل کے سلسلہ میں اور غالب
 نے اپنی قوم سے دعا کر کے یمن کے گورنر کی مدد کی تھی
 خدائے سب سے پہلے اس کو ہلاک کر دیا۔ لوگوں نے اس
 کی قبر پر پتھر برسائے شروع کر دیئے تاکہ یاد رہے کہ جو شخص
 اپنی قوم سے غداری کرتا ہے اس پر خدا کی لعنت برسا کرتی ہے

سلسلہ نسب شریف

سوال۔ حضور کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کے نام نا
 کیا تھے؟

جواب۔ والد ماجد کا نام "عبد اللہ" تھا اور والدہ محترمہ کا نام
 "آمنہ" تھا۔

سوال۔ حضور کا دادھیالی سلسلہ نسب کیا تھا؟

جواب۔ محمد بن عبد اللہ، بن عبد المطلب، بن ہاشم بن
 عبد مناف بن قصی، بن کلاب، بن مرہ، بن کعب

بنی نوسی، بنی غالب، بنی فہر، بنی مالک، بنی نصر، بنی کنانہ
بنی خزیمہ، بنی ہدیکہ، بنی الیاس، بنی مضر، بنی نزا، بنی معد
بنی عدنان۔

سوال۔ آپ کا ناںہیالی سلسلہ نسب کیا تھا؟

آپ۔ محمد بن آمنہ بنت وہب، بن عبد مناف، بن زہرہ
بن کلاب، کلاب پر پہونچکر آپ کا مادری اور پدری سلسلہ
نسب ایک ہو جاتا ہے۔

سوال۔ حضور کی دادی اور نانی کے نام کیا تھے اور کس
خاندان کی تھیں۔

جواب۔ دادی کا نام فاطمہ اور نانی کا نام برہ حضور کی تمام
دادیاں اور نانیاں خاندان قریش کی شریف اور معزز گھرانوں
کی صاحبزادیاں تھیں۔

سوال۔ آپ کے گھرانے دو کنبہ کو کیا کہا جاتا تھا۔

جواب۔ بنو ہاشم، یعنی ہاشم کی اولاد۔

سوال۔ آپ کے قبیلہ "برادری" کا نام کیا تھا؟

جواب۔ قریش۔

سوال۔ حضور کے کوئی بھائی بہن تھا یا نہیں، اور چچا

بہن کے معنی بیٹے کے ہیں، امہ بنت کے معنی بیٹی۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ماں کی طرف سے

۱۲۔ باپ کی طرف سے ۱۳۔

تاسکے پھوپھیاں کتنی تھیں۔

جواب۔ حضور گویا "در تیم" تھے ماں باپ کے اکلوتے تھے
حضور کے نو یا بارہ چچا تھے، اور چھ پھوپھیاں۔

سوال۔ حضور کا نام کس نے رکھا تھا اور یہ نام پہلے بھی
ہوا کرتا تھا یا نہیں؟

جواب۔ حضور کے دادا عبدالمطلب نے حضور کا یہ نام رکھا
تھا پہلے یہ نام کسی کا نہیں ہوا تھا۔

خلاصہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام عبد اللہ تھا والدہ
کا نام آمنہ۔ دونوں کا سلسلہ نسب کلاب پر جا کر مل جاتا
ہے۔ حضور بنو ہاشم میں سے تھے قبیلہ قریش سے حضور کے
نو یا بارہ چچا تھے اور چھ پھوپھیاں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد نے کتنی عمر
پائی اور ان کی وفات کب ہوئی؟

جواب۔ مشہور یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد

ماجد کی عمر کل ۲۳ برس ہوئی اور حضورؐ کی پیدائش سے دو ماہ پہلے وفات پا چکے تھے۔

سوال حضورؐ کے والد ماجد کی وفات کہاں ہوئی؟

جواب۔ مدینہ منورہ میں

سوال۔ مدینہ میں وفات کیوں ہوئی؟

جواب۔ حضرت کے والد ماجد کی ناہیال مدینہ میں تھی بنی

سجاء کے خاندان میں حضرت کے والد تجارت کی غرض

سے شام تشریف لے گئے تھے۔ راستہ میں مدینہ

میں ٹھہر گئے۔ اتفاق سے بیمار پڑ گئے اور وہیں وفات ہو گئی۔

سوال۔ حضرت کے والد نے کیا ترکہ چھوڑا؟

جواب۔ پانچ اونٹ، ایک باندی جن کا نام "ام ایمن" تھا۔

سوال۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے کب تک آپ کی پرورش کی۔

جواب۔ حضرت کی عمر کے چوتھے یا چھٹے سال تک۔ پھر ان کی

وفات ہو گئی۔

سوال۔ حضرت کی والدہ ماجدہ کی وفات کہاں ہوئی؟

جواب۔ ایوان گادول میں۔

سوال۔ ایوان کہاں ہے

جواب۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان میں؟

لے ایوان "داعی دار" کے دروس تاریخ الاسلامی۔

سوال۔ ایوان کیوں گئی تھیں؟

جواب۔ مدینہ طیبہ میں نبی نجر کے خاندان میں اپنے
رشتہ داروں سے ملنے گئی تھیں۔

سوال۔ والدہ کی وفات کے بعد آپ کی پرورش کا
ذمہ دار کون ہوا؟

جواب۔ حضرت "ام ایمن" نے جو حضور کی باندی تھیں۔
حضور کی خدمت شروع کی اور حضرت کے دادا عبدالمطلب
آپ کے ولی اور ذمہ دار تھے۔

سوال۔ عبدالمطلب کی پرورش میں حضور کتنے عرصہ رہے؟

جواب۔ تقریباً دو سال، پھر عبدالمطلب کی بھی وفات ہو گئی۔

سوال۔ حضور کی عمر اس وقت کیا تھی اور عبدالمطلب کی کتنی

جواب۔ حضور کی عمر مبارک آٹھ سال دو ماہ دس دن تھی

اور عبدالمطلب کی عمر ۱۲ سال تھی۔

سوال۔ عبدالمطلب کی حیثیت مکہ میں کیا تھی؟

جواب۔ روپیہ پیسہ تو کچھ زیادہ نہ تھا، لیکن مکہ معظمہ کے بڑے

سرداروں میں سے بہت بڑے معزز آدمی تھے۔

سوال۔ عبدالمطلب کے بعد حضور کا ذمہ دار

کون ہوا؟

۱۔ سردار مخزوم علیہ دروس تاریخ الاسلامی۔

جواب۔ حضور کے چچا ابو طالب، یعنی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے والد ماجد؟

سوال۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمی کیوں کہتے ہیں
جواب۔ اُمی ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو لکھنے پڑھنے سے
واقف نہ ہو چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ بات تھی
اس وجہ سے حضور کا لقب اُمی بھی ہو گیا۔

سوال۔ آپ اُمی کیوں رہے۔ اور بظاہر اس میں خدا کی
کیا حکمت تھی؟

جواب۔ اول تو عرب میں لکھنے پڑھنے کا چرچا ہی نہ تھا مکہ
کے اتنے بڑے شہر میں بھی کل پانچ سات آدمی ہی
لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اس کے علاوہ حضورؐ کی تربیت
کرنے والے وفات پاتے رہے۔ آپ نے یتیمان پرورش
پائی۔ اس وجہ سے حضورؐ اُمی رہے۔ اور صحیح علم تو خدا کو ہے
آپ کے اُمی رکھنے میں بظاہر چند فائدے معلوم ہوتے
ہیں۔ تمام دنیا کو ادب اور تہذیب سکھانے والے حضور
ہوں اور حضورؐ کا استاد صرف خدا ہو، کوئی انسان نہ
ہو کہ وہ یہ کہہ سکے کہ میرا سکھایا ہوا ہے جس طرح پرورش
کے سلسلہ میں حضورؐ کو ماں باپ کے احسان سے آزاد
رکھا گیا اسی طرح تعلیم اور روحانی تربیت کے سلسلہ میں

بھی کسی کا احسان حضور پر نہ ہو۔ یہ بھی خیال نہ کیا
 جا سکے کہ فلاں شخص حضور کا استاد تھا، تو
 حضور سے زیادہ عالم ہوگا معاذ اللہ۔ جب نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل ہو تو کوئی
 یہ وہم بھی نہ کر سکے کہ حضور کا نبیا ہوا ہوگا۔ جب
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو عقلمندی اور
 دانائی تہذیب اور ادب کی تعلیم فرمائیں تو کوئی
 یہ خیال نہ کر سکے کہ پہلی کتابیں ویچہ کر آپ اس قسم
 کی تعلیمات دے رہے ہیں۔

سوال۔ حضور کو مصیبتوں میں مبتلا کیا گیا؟
 جواب۔ قاعدہ ہے کہ اللہ کے خاص بندوں پر زیادہ سختیاں
 کی جاتی ہیں تاکہ ان کو آزمایا جائے کہ وہ ان مصائب
 میں خدا کی رضا مندی کا کہاں تک خیال رکھتے
 ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سب سے زیادہ
 بزرگ اور خاص بندے تھے اس وجہ سے آپ پر
 زیادہ سختیاں اور مصیبتیں نازل ہوئیں۔ اور گویا آپ نے
 بہت سے امتحانات میں بہت سی سندیں حاصل کیں اور
 قاعدہ ہے کہ جس کے پاس بہت سی سندیں ہوتی ہیں
 اس کی قدر بہت زیادہ ہوا کرتی ہے۔

خلاصہ

حضور کی پیدائش سے پہلے مدینہ میں حضور کے والد کی وفات ہو چکی تھی۔ پھر جب چار یا چھ سال عمر ہوئی تو والدہ نے انتقال فرمایا اور پرورش ام امین اور عبد المطلب کے سپرد ہوئی مگر جب عمر مبارک آٹھ برس دو ماہ دس دن کی ہوئی تو ایک سو چالیس برس کی عمر پاکر عبد المطلب کا بھی انتقال ہو گیا اور پرورش ابو طالب کے سپرد ہوئی

حضور کے دودھ پلانے کا زمانہ

سوال: حضور نے سب سے پہلے کس کا دودھ پیا اور پھر کس کس کا تفصیل وار بیان کرو۔

جواب: سب سے پہلے حضور کو آپ کی والدہ ماجدہ نے اور پھر چند دن بعد ابو لہب کی باندی "ثویبہ" نے دودھ پلایا۔ اس کے بعد یہ دولت علیہ سعیدہ کے حصہ میں آئی

سوال: "ثویبہ" اس وقت آزاد تھیں یا باندی؟
جواب: آزاد تھیں۔

سوال: کب آزاد ہوئیں۔ اور کس طرح۔

جواب: جب "ثویبہ" نے اپنے آقا "ابو لہب" کو حضور کے

پیدا ہونے کی خبر دی تو ”ابولہب“ نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی میں ”ثویبہ“ کو آزاد کر دیا تھا۔
سوال۔ حضور کو دوسری عورتوں کا دودھ کیوں پلایا گیا؟
جواب۔ عرب کے بڑے لوگوں کا عام قاعدہ تھا کہ بچوں کو دودھ پلانے کے لئے قرب و جوار کے دیہات میں بھیج دیا کرتے تھے تاکہ جسمانی صحت میں ترقی ہو اور زبان بھی صاف ہو جائے۔ کیونکہ شہروں کی زبان باہر کے آدمیوں کے ملنے جلنے سے صاف نہیں رہا کرتی۔

سوال۔ حلیمہ سعدیہ رضہ حضور تک کیسے پہنچیں؟
جواب۔ چونکہ اس قبیلہ کی عورتیں عام طور سے قریش کے بچوں کو دودھ پلایا کرتی تھیں۔ اور سال میں دو مرتبہ اسی غرض سے مکہ آیا کرتی تھیں۔ کہ جو بچے پیدا ہوئے ہوں ان کو دودھ پلانے کیلئے لے آئیں، اس وجہ سے اپنے قبیلہ کی عورتوں کے ساتھ حلیمہؓ بھی طائف سے چکر لگائی تھیں پھر چونکہ حضرت حلیمہؓ کے دودھ کم تھا۔ لہذا خوش حال لوگوں کے بچوں کو تو لے نہ سکیں، حضرت کنجد مت کی سعادت ان کے ہاتھ لگ گئی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یتیم تھے زیادہ انعام و اکرام کی توقع نہ تھی۔

سوال۔ اس یتیم موتی یعنی ”حضرت“ کے قدموں کی بدولت

کیا کیا برکتیں حلیمہ پر اور ان کے قبیلہ والوں پر ظاہر ہوئیں؟
جواب۔ بہت کچھ۔ چند یہاں درج کی جاتی ہیں۔

حضرت حلیمہؓ کا دودھ اتنا بڑھ گیا کہ ان کا بچہ جو پہلے بھوکا

رہا کرتا تھا۔ اب حضرت کے ساتھ وہ بھی شکم سیر ہونے لگا

اونٹنی جس کا دودھ خشک ہو چکا تھا خدا کے حکم سے اتنا

دودھ دینے لگی کہ سب کو کافی ہوتا تھا۔ حضرت حلیمہؓ ایک

چتر پر سوار ہو کر آئی تھیں جو بہت کمزور اور دبلا تھا اور سب

سے پیچھے چلتا تھا، لیکن واپسی میں حضورؐ کے قدموں کی

بدولت خدا کے حکم سے ایسا چست اور تیز ہو گیا کہ سب کے

آگے چلنے لگا۔ جب مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ تختہ کے باعث بکریاں

بالکل سوکھ گئی تھیں، دودھ خشک ہو گیا تھا حضورؐ کی بدولت

ان میں برکت ہو گئی۔ اور پورا دودھ دینے لگیں۔

سوال۔ اس عرصہ میں کیا کوئی عجیب واقعہ بھی پیش آیا؟

جواب۔ دو سال بعد جب دودھ چھڑا دیا گیا تو حضرت حلیمہؓ حضورؐ

صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ لے گئیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ

کے سپرد کر دیں مگر وہاں طاعون پھیلنا ہوا تھا۔ حلیمہؓ

حضورؐ کی برکتوں کا لطف پہلے اٹھا چکیں تھیں۔ آپ دہوا

کی خرابی کے بہانہ سے واپس لے آئیں کچھ زیادہ دن نہیں

گزرے تھے کہ عجیب واقعہ یہ دیکھا گیا کہ دو فرشتے

انسان کی شکل میں حضور کے سامنے آئے اور حضور کا ہاتھ
 ساسینہ اور شکم مبارک چاک کیا۔ قلب مبارک کو نکالا
 اور نور سے بھر دیا حضور اس وقت دودھ شربت
 بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے جنگل تشریف لے گئے تھے
 آپ کے بھائی نے حضرت حلیمہ کو اس واقعہ کی خبر دی
 اور پھر حضور نے تمام قصہ بیان کیا حضرت حلیمہ کو خوف
 پیدا ہوا اور حضور کو مکان پر پہنچا گئیں۔

خلاصہ

حضور کو چند دن آپ کی والدہ ماجدہ نے دودھ پلایا پھر
 ثویبہ نے اور پھر مستقل طور سے حضرت حلیمہ سعدیہ کو
 یہ خدمت سپرد ہوئی۔ دو سال دودھ پلایا گیا اور اس عرصہ
 میں حضور کی بدولت بہت کچھ برکتیں ظاہر ہوئیں
 جن میں سے تین چار کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

بیوت سے پہلے حضرت کی زندگی

سوال۔ لیکن میں آپ کے اخلاق کیا تھے۔
 جواب۔ آپ ذہین، سمجھدار، نیک طبیعت، صابر اور
 خوددار تھے۔ سچیدگی اور متانت کے گویا پتلے تھے۔

کہیں کو د کی طرف بالکل توجہ نہ تھی۔ حیا کی یہ حالت تھی کہ کبھی آپ کا شہ نہیں کھل سکتا تھا۔ بلکہ ایک مرتبہ جب اتفاقاً شہ کھل گیا تو آپ بے ہوش ہو گئے۔ کھانا کھانے کے وقت بچے شور و شہب کیا کرتے تھے مگر آپ خاموشی سے بیٹھے رہے، جب آپ کے چچا ابو طالب بلائے اس وقت حضور و شہ جوان پر تشریف لاکر کھانا کھائے۔ جیسا کھانا ہوتا اس پر کبھی ناک نہ چڑھائے۔ سچائی امانت داری ادب تعظیم، شہب گویا آپ کی کھٹی پن پٹری تھیں یا یہ کہو کہ قدرت کے ہاتھوں نے تمام اچھی باتوں کی گویا ایک تصویر بنائی تھی، جب سے حضور سمجھ دار ہوئے اسی وقت سے بازو سے کما کر بسر کرنے کا شوق تھا۔ کسی دوسرے پر اپنا بوجھ ڈالنا ہرگز گوارا نہ ہوتا تھا۔

پتھر پتھر افریقہ سے کہ تم بھی یہی طریقے اختیار کرو۔ سوال۔ سمجھ دار ہونے پر حضور کے بسر کی کیا صورت تھی؟ جواب۔ حضور نے مزدوری پر بکریاں چرا کر بھی بسر کی۔ اور تجارت بھی کی تھی۔

سوال۔ کیا حضور نے نبوت سے پہلے کوئی سفر بھی کیا؟ جواب۔ دو سفر کا تذکرہ عام طور سے کیا جاتا ہے۔ سوال۔ آپ کہاں تشریف لے گئے تھے اور کیوں؟

جواب۔ دونوں سفر شام کے ہوئے۔ اور تجارت کے سلسلہ میں۔

سوال۔ شام کا پہلا سفر کب ہوا، اور کیا شکل ہوئی؟
جواب۔ جب حضورؐ کی عمر مبارک بارہ سال دو ماہ دس دن کی ہوئی تو آپ کے چچا ابوطالب تجارت کی غرض سے شام جانے لگے۔ حضورؐ کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ سوال۔ اس سفر کا غرض واقعہ کیا ہے بیان کرو۔؟

جواب۔ ”بصری“ ایک مقام کا نام ہے جب قافلہ وہاں پہنچا تو ایک راہب یعنی عیسائی سا دھوا قافلہ میں آیا، اور جب پرانی کتابوں کے موافق حضورؐ کے چہرے سے نبی آخر الزماں کی علامتیں ہو بہو ٹھیک پائیں تو ابوطالب سے کہا تمہارے بھتیجے وہی آخری نبی ہیں جن کا تذکرہ ”تورات“ اور ”انجیل“ وغیرہ آسمانی کتابوں میں ہے اور جن کا مذہب تمام دنیوں کو نسوخ کر دے گا۔ خدا ان کو سارے جہاں کے لئے ”رحمت“ بنائے گا۔ تم ان کا پورا خیال رکھو اور ان کو شام ہرگز مت لے جاؤ کیونکہ خطرہ ہے کہ وہاں کے یہودی آپ کو پہچان کر نصیب اعدا شہید کر ڈالیں گے۔

سوال۔ راہب کے مشورے کے بعد ”ابوطالب“ نے کیا کیا؟

جواب حضرت کو کہ معطرہ واپس بھیج دیا۔

خلاصہ

حضرت زکریاؑ میں بہترین اخلاق کا مجسمہ تھے اپنی کمائی سے بسر کرنے کا شوق شرمسار ہی سے تھا بارہ سال کی عمر میں چچا ابوطالب شام کی طرف لے گئے اور سب سے بہتر میں حبیبہ راہب سے ملاقات ہوئی، اس نے حضور کو پہچان لیا اور دل سے کرا دیا۔

سوال حضور علیہ السلام نے شام کا دوسرا سفر کیا؟
جواب جب عمر شریف حضور کی تقریباً پچیس سال کی ہوئی
سوال اس سفر کی کیا وجہ تھی؟
جواب حضرت خدیجہ نے اپنے تجارتی قافلہ کا بیجر بنا کر بھیجا تھا۔
سوال حضرت خدیجہ کون تھیں اور انھوں نے اپنے آپ کو کیوں
منتخب کیا؟

جواب حضرت خدیجہ نے کہ ان کی ایک دولت تھی اور انھیں
 عورت تھیں، ان کی بہت بڑی تجارت عرب میں اور
 عرب سے باہر ہوا کرتی تھی ان کے شوہر وفات پا چکے
 تھے ضرورت تھی کہ کوئی ایسا دارہ سچا اور سمجھدار

شخص لے جائے حضور کی تصدیقیں بہت کچھ سنی تھیں انھوں نے اپنی تجارت کے لئے آپ سے بہتر کوئی شخص نہیں سمجھا۔ لہذا نفع میں ایک خاص حصہ مقرر کر کے آپ کو اپنے مال کا دسواں حصہ دیا اور شام کو روانہ کر دیا اور اپنے خاص غلام کو جن کا نام "بیسرہ" تھا، حضور کے ساتھ کر دیا کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور حضور کی خدمت کرتے رہیں۔

سوال۔ اس سفر کا مشہور اور بڑا واقعہ کیا ہے، بیان کرو۔
 جواب۔ جب حضرت شام پہنچے تو ایک درخت کے نیچے ٹھہر گئے۔ ایک راہب جس کا نام "نسٹورا" تھا حاضر ہوا اور بھرا راہب کی طرح اس نے بھی حضور کو نبوت کی نشانت دی اور کہا کہ میں نے آپ کو اس وجہ سے پہچان لیا کہ اس درخت کے نیچے آج تک نبی ہی ٹھہرے ہیں۔
 سوال۔ اس سفر میں خدا کی طرف سے حضور کو آرام ہونے کا کیا انتظام ہوا تھا؟

جواب۔ آپ کے ساتھی بیسره کا بیان ہے کہ جب دوپہر کی گھڑی اور دھوپ تیز ہوتی تو دو فرشتے آتے اور حضور کے سایہ کرتے۔

سوال۔ حضور نے اس تجارت میں کیا حاصل کیا؟

جواب۔ آپ نے نہایت سمجھداری اور خوبصورتی کے ساتھ تمام مال بہت بڑے نفع کے ساتھ بہت جلد فروخت کر دیا اور پھر دوسرا مال شام سے بھرنا کر کہ تشریف لے آئے۔ جب یہ مال کہہ میں فروخت ہوا تو دو گنے کے قریب نفع ہوا۔

سوال۔ حضور کے ان کارناموں سے کیا معلوم ہوا؟

جواب۔ معلوم ہوا کہ تجارت یا ضروری کرنا اور قوت بازو سے لگا کر بسر کرنا ضروری سے اور ثواب کی چیز ہے۔

سوال۔ حضور نے توکل کیوں نہیں کیا؟

جواب۔ آپ نے توکل کبھی نہیں چھوڑا مگر توکل کا مطلب یہ

نہیں کہ بیوی اور بچوں سے بے پرواہ ہو کر ہاتھ پر ہاتھ

رکھ کر بیٹھ جائیں یا باپ دادا کی چیز ہو تو اس پر بھروسہ

کر کے اپنے آپ کو اپنا ہی بنا لیں، بلکہ توکل کا مطلب یہ

ہے کہ کمائی اور ترقی میں پوری تدبیر اور پوری کوشش

سے کام لیں۔ البتہ اس کا یقین رکھیں کہ نتیجہ اور انجام اللہ

تعالیٰ کے قبضہ میں ہے یہ غرور ہرگز نہ کریں کہ ہم نے ایسا

کیا اور ہمارے لئے کا یہ نتیجہ ہوگا بلکہ یہ عقیدہ رکھیں کہ پھل

دینا صرف اللہ کا کام ہے، البتہ کوشش کرنا اپنا کام ہے

مگر یہ بھی سمجھتے رہیں کہ کوشش بھی صرف اللہ ہی کی مدد سے

ہو سکتی ہے

سلام

جب حضور کی عمر شریف تقریباً پچیس سال کی ہوئی تو حضرت خدیجہؓ کی طرف سے ان کی تجارت کے وکیل ہو کر شام شریف لے گئے جہاں وہ منسطورا راہب سے ملاقات ہوئی جس نے حضور کو نبوت کی بشارت دی اس سفر میں خدا کے حکم سے حضور پر گرمی کے وقت برابر سایہ ہوتا تھا اور پھر بہت جلد تمام مال فروخت کر کے دوسرا مال لے کر واپس مکہ شریف لائے جب یہ مال مکہ شریف میں فروخت کیا گیا تو وہ گنا نفع ہوا حضرت خدیجہؓ کے غلام پیسرہ اس سفر میں حضور کیساتھ تھے

حضور کی ازدواجی زندگی

سوال۔ حضور نے پہلا نکاح کس سے کیا؟

جواب۔ حضرت خدیجہؓ سے جو بیوہ عورت تھیں۔

سوال۔ شام کے سفر سے واپس آکر کتنے عرصہ بعد یہ نکاح ہوا۔

جواب۔ دو ماہ بعد

سوال۔ حضور کی عمر اس وقت کیا تھی؟

جواب۔ پچیس سال دو ماہ دس دن

سوال۔ حضرت خدیجہؓ کی عمر اس وقت کیا تھی؟

جواب۔ چالیس سال۔

سوال۔ حضرت خدیجہؓ کے والد اور والدہ کا نام کیا تھا اور سلسلہ نسب کیا تھا؟

جواب۔ والد کا نام "خویلد" تھا اور والدہ کا نام "طامہ" سلسلہ

نسب یہ ہے کہ دادا کا نام "اسد" ان کے والد کا نام

"عبدالعزی" اور عبدالعزی قصی کے بیٹے تھے جن کا ذکر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب شریف میں آچکا ہے

سوال۔ اس نکاح کی کیا صورت ہوئی۔

جواب۔ جیسا کہ مذہب اسلام میں بیوہ عورت کا دوبارہ شادی

کرنا کچھ معیوب نہیں اسی طرح عرب میں پہلے بھی بیوہ

عورتیں شادی کر لیا کرتی تھیں۔

حضرت خدیجہؓ نے حضور کے اخلاق اور پاکیزہ

عادتوں کی تعریفیں پہلے بھی سنی تھیں اور اپنے خاص

ظلام "میسرہ" سے جب سفر کے عجیب عجیب حالات معلوم

ہوئے تو اور بھی زیادہ اعتقاد ہو گیا اور یقین ہو گیا کہ حضور

کا اقبال ہمایوں بہت جلد چودھویں رات کا چاند ہو کر

ہمیشہ ہمیشہ چمکے گا۔ چنانچہ ایک ذریعہ سے اس عقد

کی سلسلہ بنیانی شروع کی جس کو حضورؐ نے منظور فرمایا اور پھر ایک بڑے مجمع میں جس میں حضورؐ کے سارے چچا اور دوسرے رشتہ دار بھی تھے، نکاح ہو گیا۔

سوال - حضرت خدیجہؓ آپ کے نکاح میں کتنے عرصہ رہیں اور کل عمر کس قدر ہوئی۔

جواب - تقریباً پچیس سال پونے دس ماہ۔ چودہ سال نبوت سے پہلے اور دس سال نبوت کے بعد اور کل عمر چونتیس اور پینسٹھ سال کے درمیان ہوئی۔

سوال - حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں حضورؐ نے کوئی دوسرا نکاح کیا یا نہیں؟

جواب - اس زمانہ میں حضورؐ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا باوجودیکہ نکاح کرنے کی ضرورت موجود تھی، کیونکہ حضورؐ کا زمانہ شروع عمر کا تھا اور حضرت خدیجہؓ پچیس سال سے زیادہ عمر کی بوڑھی ہو چکی تھیں۔

سوال - حضرت خدیجہؓ سے حضورؐ کے کتنی اولاد ہوئی؟

جواب - دو فرزند اور چار صاحبزادیاں۔

سوال - ان کے نام کیا کیا تھے اور ان کی وفات کب ہوئی؟

جواب - "تاسم" اور "طاہر" صاحبزادوں کے نام تھے اور اور حضرت طاہرہؓ کا نام عبد اللہ بھی بتایا جاتا ہے۔ ان

دو دنوں کی وفات بچپن میں ہوئی۔ زینتؓ ام کلثومؓ کی بیٹی تھیں۔
فاطمہؓ صاحبزادیوں کے نام تھے۔

سوال۔ حضورؐ کی صاحبزادیوں کا نکاح کس کس سے ہوا
اور کس کس کے اولاد ہوئی؟

جواب۔ حضرت زینتؓ کا نکاح حضرت ابوالعاص بن ہریرہؓ

سے ہوا۔ ایک لڑکا "علی" نام اور ایک لڑکی "ذہامہ" نام

پیدا ہوئیں۔ لڑکا لڑکپن میں وفات پاچکا تھا۔ لڑکی بڑھی

ہوئیں، اور حضرت "فاطمہؓ" کے بعد خالہ یعنی حضرت علیؓ کے

وجہ سے نکاح ہوا، مگر کچھ اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت ام کلثومؓ

کا پھر ان کی وفات کے بعد حضرت زینبؓ کا نکاح حضرت

عثمانؓ کے ہوا، اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ کو زوی الشریعہ

کہتے ہیں یعنی دو نور والی مگر سلسلہ ان سے بھی نہ چل سکا

حضرت فاطمہؓ زہراءؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا، ان

کے اولاد پیدا ہوئی اور ان سے سلسلہ نسب چلا۔

سوال۔ کیا حضرت زینبؓ کے علاوہ کسی اور سے بھی

حضورؐ کے اولاد ہوئی؟

جواب۔ صرف ایک صاحبزادہ سے حضرت زینبؓ سے

ہوئی۔

سوال۔ ان کا نام کیا تھا اور کنی عمر یا کنی؟

جواب۔ "ابراہیم" نام تھا اور لڑکپن ہی میں ان کی وفات ہو گئی۔

خلاصہ

سفر شام سے واپس آنے کے دو ماہ بعد حضور نے

حضرت خدیجہؓ سے نکاح کر لیا جن کی عمر چالیس سال

تھی اور بیوہ تھیں حضور کی عمر پچیس سال دو ماہ دس

دن تھی حضرت خدیجہؓ تقریباً پچیس برس حضور سے

نکاح کے بعد زندہ رہیں۔ چھ بچے ہوئے جن میں

سے صرف حضرت فاطمہؓ سے نسبِ خلا حضور کے

ساتویں صاحبزادے حضرت "اریف" کے بطور سے تھے

بیوت سے پہلے حضور کے اخلاق و عقائد

سوال۔ بیوت سے پہلے حضور کے اخلاق کی کیا کیفیت

تھی، اور کسب معاش کی کیا صورت تھی۔

جواب۔ حضورؐ کی ساری زندگی بہترین اخلاق کا خزانہ

تھی، سچائی، دیانتداری، رحم، سخاوت، وفاداری،

وعدہ کی پابندی، بزرگوں کی عظمت، چھوٹوں پر شفقت، شہداء

سے محبت، دوستوں کی پھردی، اعزاز کی غنوار، مخلوق خدا

کی خیر خواہی، غرض تمام اچھی باتوں میں حضور کو وہ
 مرتبہ عطا کیا گیا تھا کہ ناسکین سے کوئی اس کی گرد کو بھی
 پہنچا سکے، بہترین اخلاق ہی کا اثر تھا کہ لوگ ادب کے باعث
 نام نہیں لیتے تھے، "صداق" اور "امین" حضور کا لقب مقرر
 کر رکھا تھا، ممانت، سچیدگی کم بولنا، بے فائدہ بات سے لفت
 کرنا، شدہ پیشانی اور ہنسی خوشی لوگوں سے لٹنا، سادگی اور
 صفائی سے بات کرنا حضور کا خاص شیوہ تھا۔

خداوند عالم نے آپ کو لڑپن ہی میں تمام بری باتوں
 سے محفوظ رکھا جو اس زمانہ میں رواج پائی ہوئی تھیں۔ حرم
 طبع، دغا، فریب، جھوٹ، شراب، زنا، ناچ گانا، لوٹا، چوری،
 بنت پرستی، بیوں کے نام کی چکر کھانا، بیوں پر چڑھاؤ،
 شعر گوئی، عشق بلاسین، یہ تمام باتیں جو اس زمانہ میں گویا ہر
 کے جنم میں ہوتی تھیں، حضور کی ذوات گرامی ان سب سے
 بالکل پاک اور صاف رہی اسی وجہ سے حضور کو معصوم کہتے
 ہیں یعنی گناہوں سے بچے ہوئے، اور لطف یہ ہے کہ
 نہ حضور نے کوئی کتاب پڑھی نہ کسی کے مرید ہوئے نہ کسی
 نے حضور کی باقاعدہ تربیت کی۔ یہ تمام خوبیاں
 خدا داد تھیں

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ نوت بازو

سے کہا کہ زندگی بسر کی، حضور کی اہلیہ حضرت خدیجہ کے پاس
 بہت کچھ دولت تھی۔ انہوں نے اس تمام دولت کو اسلام
 اور مسلمانوں کی امداد میں لٹا دیا مگر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنے خرچ و اخراجات میں بیوی کا
 احسان سر پر نہیں لیا، لکڑیاں چن کر، چاؤ ڈرا حلا کر،
 بکریاں چرا کر بےسراوقات کرنا حضور کو آسان تھا، مگر کسی
 کا احسان سر پر لینا مشکل۔ اگر خدا نخواستہ بیوی کا مال حضور
 اپنے صرت میں لائے ہوتے تو قریش کے کافر آسان سر
 پر اٹھا لیتے۔ وہ تو رات دن اسی تلاش میں رہا کرتے تھے
 کہ بد نام کرنے کی کوئی چیز ہمارے ہاتھ لگ جائے اور
 بیوی کے مال سے خرچ کرنا عرب کے جہاں میں بہت بڑا
 عیب تھا۔ خلق خدا کی چیز خواہی اور قوم کی خدمت اور
 پھر وہی کی فکر حضور کو ہمیشہ رہا کرتی تھی، اپنے لامانہ والوں
 کی حالت پر پوری دردمندی کے ساتھ اکثر غور فرمایا
 کرتے تھے، حضور کے مشورہ کے بموجب اس ہی زمانہ
 میں ایک انجن قائم کی گئی جس میں بنو ہاشم، بنو ابی طالب
 بنو اسد، بنو زہرہ، بنو نسیم شامل تھے۔ اس انجن کے ممبر
 آپس میں معاہدہ کیا کرتے تھے۔

ہم ملک سے بے امنی دور کریں گے۔ ہم مسافروں

کی حفاظت کیا کریں گے۔ ہم غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے
ہم بڑوں کو چھوٹوں پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے۔
سوال۔ حضورؐ کے ساتھ قریش کے اعتبار اور تعلقات
کی کیا کیفیت تھی۔

جواب۔ قریش کو حضورؐ پر اس قدر اعتبار اور بھروسہ
تھا کہ نبوت کے بعد جب مکہ کے کافر حضورؐ کے چالی دشمن
بن رہے تھے اس وقت بھی اپنی امانتیں حضورؐ کے پاس
ہی رکھوا کر مطمئن ہوتے تھے ایک عجیب واقعہ ہے جس
سے حضورؐ کے اور قریش کے تعلقات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ
میں سیلاب آیا جس کے سبب سے خانہ کعبہ منہدم ہو گیا قریش
نے دوبارہ تعمیر کا ارادہ کیا چونکہ یہ چیز شہرت اور
ناموری کی تھی تمام قبیلوں نے اس میں حصہ لیا جب
حجر اسود کو دیوار میں چننے کی بابت آئی اور یہ کام
بہت بڑی عزت کا تھا اس وجہ سے ہر قبیلہ واسلے
دعا سے کرتے لگے کہ یہ عزت ہم کو ملنی چاہئے۔ اس کے
مستحق ہم ہیں، اور یہ معاملہ اتنا بڑھا کہ باقاعدہ جنگ
کے لئے آمادگی ہونے لگی، قریش کے نیک دل اور
شجیدہ آدمیوں نے خصوصاً ابوامیہ بن مغیرہ نے جو سب میں
بڑھا تھا چاہا کہ یہ معاملہ نرمی سے حل ہو جائے اور آپس میں

خون بہنے کی نوبت نہ آئے، چنانچہ مشورہ کے لئے خانہ کعبہ کے احاطہ میں جس کو انجمن مسجد حرام کہتے ہیں جمع ہوئے اور حضور و انکار کے بعد یہ طے ہوا کہ جو شخص سب سے پہلے

مسجد کے اس دروازہ میں داخل ہو، وہ اس معاملہ کا فیصلہ کرے گا، جن اتفاق سے جمع کی نظر سب سے پہلے جس پر پڑی وہ سرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور تھا۔

سب خوش ہو کر بول اٹھے: "یہ امین ہیں صادق ہیں عرب کے بہترین شخص ہیں، خوب تشریف لائے بہترین فیصلہ

ہی فرمائیں گے" چنانچہ ایسا ہی ہوا حضورؐ کے سامنے

معاملہ پیش کیا گیا حضورؐ نے چادر پھیلا کر حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے چادر میں رکھ دیا۔ اور فرمایا ہر قبیلہ کے منتخب آدمی چادر کو اٹھائیں جب حجر اسود بنیادِ ثبات

پہنچ گیا حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے اس کو اٹھا کر دیوار میں نصب فرما دیا۔

سوال: جب یہ واقعہ ہوا تو حضورؐ کی عمر کیا تھی
 جواب: ۵۰ سال۔

رسالت، نبوت، رسول کی تشریح اور

ضرورت

سوال۔ رسالت اور نبوت کے کیا معنی ہیں؟
 جواب۔ رسالت کے معنی رسول ہونا اور نبوت کے معنی
 نبی ہونا۔

سوال۔ رسول یا نبی کس کو کہتے ہیں؟
 جواب۔ رسول اور نبی خدا کے بندے اور انسان ہونے
 ہیں خدا تعالیٰ انہیں اپنے بندوں تک احکام پہنچانے
 کے لئے مقرر فرماتا ہے۔ وہ سچے ہونے سے ہیں انہیں چھوٹ
 نہیں بولتے۔ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ خدا کے
 حکم سے معجزے رکھتے ہیں، خدا کے پیغام پورے
 پورے پہنچا دیتے ہیں، ان میں کمی زیادتی نہیں کرتے،
 نہ کسی پیغام کو چھپا دیتے ہیں۔

سوال۔ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے۔
 جواب۔ نبی اور رسول میں تھوڑا سا فرق ہے۔ وہ یہ کہ
 رسول تو اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس کو نبی شریف اور کاتب
 دی گئی ہو اور نبی ایسے پیغمبر کو بھی کہتے ہیں جو نبی شریف

دی گئی ہو اور ایسے پیغمبر کو بھی کہتے ہیں کہ اُسے نبی شریعت اور کتاب نہ دی گئی ہو، بلکہ وہ پہلی شریعت اور کتاب کا تابع ہو۔

سوال۔ کیا کوئی آدمی اپنی کوشش اور عبادت سے نبی بن سکتا ہے؟

جواب۔ نہیں بلکہ جسے خدا تعالیٰ بنائے وہی نبی اور رسول بنتا ہے۔ مطلب یہ کہ نبی اور رسول بننے میں آدمی کی کوشش اور ارادے کو دخل نہیں خدا کی طرف سے یہ مرتبہ عطا کیا جاتا ہے۔

سوال۔ رسول اور نبی کہتے ہیں، اور ان میں سب سے افضل رسول کون ہیں؟

جواب۔ دنیا میں بہت سے رسول اور نبی آئے، ان کی ٹھیک تعداد خدا کو معلوم ہے، ہمارا فرض یہ ہے کہ چنے رسول اور نبی خدا سے جیسے ہیں ان سب کو برحق جانیں، اللہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل اور بزرگ ہیں، خدا تعالیٰ کے تو آپ بھی بندے اور تابع دار ہیں، خدا تعالیٰ کے بعد آپ کا مرتبہ سب سے بڑھا ہوا ہے۔

سوال۔ رسول اور نبی کیوں آتے ہیں؟

جواب۔ طریقہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کی مرضی کو اس وقت تک نہیں پاسکتا جب تک وہ خود نہ بتائے یا اس کا طریقہ یا عادت اور مزاج نہ معلوم ہو، انسان پر واجب ہے کہ وہ خدا کی مرضی کے تابع رہے، کیونکہ وہ خدا کا بندہ ہے، خدا نے اس کو پیدا کیا، ہوش و حواس دیئے وہی اس کو رزق دیتا ہے۔ وہی اس کی تمام ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ لیکن انسان کی عقل اتنی نہیں کہ خدا کی مرضی کو معلوم کر سکے۔ نہ اس کی آنکھوں میں اتنی طاقت کہ خدا کے نور کو دیکھ سکے اور اس کے جلال والے نور کی برداشت کر سکے، نہ اس کے کانوں میں اتنی طاقت کہ خدا کی سننا دینے والی آواز سن سکے اور اس کا وہ کلام سمجھ سکے جو تمام انسانی لگاؤں سے اونچا اور بہت اونچا ہے عقل کی کوتاہی کا یہ اثر ہے کہ کبھی وہ بری چیز کو اچھی سمجھ کر سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہے، اور کبھی شیطانی کاموں میں دل لگا کر برباد ہونے لگتا ہے اور بڑھتے بڑھتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام عالم میں ظلم اور بدکاری پھیل جاتی ہے، خدا کی تعلیم بھلا دی جاتی ہے، ظلم و فساد کی اندھیری سبب طرف سے گھیر لیتی ہے اور آدم کی اولاد تباہ اور برباد

۱۶

ہونے لگتی ہے تو خدا کی رحمت ان کی ابداد فرماتی ہے اور کسی ایسے شخص کو پیدا کرتی ہے جس کو لڑکپن ہی سے گناہوں کے جھنگڑوں سے بچایا جائے۔ اس کے دامن کو گناہ کی تمام ملاوٹوں سے پاک رکھا جائے اور رفتہ رفتہ اس کو اتنی قوت دیدی جائے کہ وہ خدا کے احکام کو سمجھ سکے اور لوگوں تک پہنچا سکے، تاکہ یہ خدا کی مخلیق خدا کے عذاب سے بچ جائے اور دین دنیا کی ترقی اور بھلائی حاصل کر لے۔

سوال - حضور کے تشریف لائے کے وقت عرب کے لوگوں کا کیا مذہب تھا اور تمام دنیا کی مذہبی حالت کیا تھی؟

جواب - اس زمانہ میں عرب کسی ایک مذہب کے پابند نہیں تھے، بلکہ مجوسیت، زرتشتی، و ہریت، عیسائیت، یہودیت، شرک وغیرہ تمام جھوٹے مذہبوں کا عرب میں رواج تھا، ایک خدا کو چھوڑ کر سینکڑوں چیزوں کی پوجا کرنے لگے، قدرت کی ہر ایک چیز کو خدا بنا لیا تھا۔ خدا ہونے کی، مٹھائی کا بت بنایا جاتا اور پوجا کرنے کے بعد اسی خدا کو توڑ کر کھا جاتا۔

ان لوگوں اور بہنوں تک سے شادی وغیرہ کی جاتی تھی۔

زندہ بچوں کو زمین میں ادفن کر دیا جاتا تھا۔

عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا لیا تھا۔

یودیوں میں رشوت، سود، ظلم، حرص، طمع، عام تھی۔ وہ اپنے
 پ کو خدا کی اولاد کہا کرتے تھے، حضرت دو عزیز، کو اللہ
 بیٹا مانتے تھے، ہندوستان میں کٹر ڈروں بتوں کی پوجا
 ہوتی تھی، کس قدر شرم کی بات ہے کہ بدن کے ناپاک
 حصوں کو بھی پوجا جاتا تھا، ہر ہر شہر میں الگ الگ
 حکومت قائم تھی۔ لوٹ مار، جھگڑا، فساد عام تھا۔ یورپ
 میں خانہ جنگی اور بت پرستی کی حکومت تھی۔ غرض تمام دنیا
 کی یہی حالت تھی، گمراہی کی گھاٹوں پر اندھیری تھی جو تمام
 دنیا پر چھائی ہوئی تھی اور دنیا کو اس وقت کسی سچے رہبر
 کی ایسی ہی ضرورت تھی جیسے ماہی بے آب کو پانی کی اور اللہ علم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی بنا یا جا

سوال۔ باطنی طور پر تو حضور کو سب نبیوں سے پہلے نبی
 دیدی گئی تھی، مگر ظاہری طور پر حضور کو نبوت کب عطا ہوا؟
 جواب۔ جب عمر شریف چاند کے حساب سے پانچ
 سال تک دن ہوئی۔

سوال۔ کونسا دن تھا اور تاریخ کیا تھی؟
 جواب۔ پیر کا دن تھا اور نبوت کی تاریخ نبی تحقیق کے
 مطابق ۱۲ ربیع الاول مطابق ۱۲ فروری ۵۷۰ء ہے

سوال۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کہاں تھے
 جواب۔ مکہ معظمہ کے قریب جو ”حرا“ پہاڑ ہے اس کے
 ایک غار میں جسے ”غار حرا“ کہتے ہیں۔

سوال۔ حضور وہاں کیوں تشریف لے گئے تھے؟

جواب۔ حضور کو تنہائی پسند تھی، حضور کا طریقہ تھا کہ
 کچھ عرصہ کے لئے اس غار میں تشریف لے جا کر تنہائی میں
 خدا کی عبادت کیا کرتے تھے اور رات دن وہیں رہا
 کرتے تھے ایسا بھی ہوتا کہ وہ ناشتہ جو اپنے ہمراہ لے جایا
 کرتے تھے اتنی مدت کے لئے کافی نہ ہوتا تو آب
 کی ہمدرد ہوتی حضرت خدا کے فضل سے جب موقع پائیں تو خود
 بھی کچھ ناشتہ پہنچا دیتی تھیں۔

سوال۔ حضور کس مذہب کے موافق عبادت کیا کرتے تھے؟
 جواب۔ مشہور یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ
 کے مطابق۔

سوال۔ حضور نے نبوت سے کچھ عرصے پہلے کیا دیکھا؟

جواب۔ ایک نور دکھلائی دیا کرتا تھا اور آپ چھ ماہ پیشتر
 سے سچی خوابیں زیادہ تر دیکھا کرتے تھے، جن کی تعبیر
 ایسی صاف اور سچی ہوتی تھی جیسے آفتاب کا نکلنا
 صبح کے وقت۔

سوال حضور کو نبوت عطا ہونے کی کیا صورت ہوئی؟
 جواب حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام
 غار حرا میں آئے اور انہوں نے کہا ”اقرا“ یعنی پڑھو
 میں نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں جبریل نے اپنی آغوش
 میں مجھے اتنے زور سے دیا کہ گویا جان نکلنے لگی، پھر چھوڑ کر
 کہا ”اقرا“ یعنی پڑھئے، میرا جواب وہی تھا کہ میں پڑھا
 ہوا نہیں، جبریل علیہ السلام نے دوبارہ ایسا ہی کیا
 آخر کار جب تیسری مرتبہ اسی قدر زور سے آغوش میں
 دبا کر چھوڑا اور فرمایا کہ پڑھو، میں نے کہا دو کیا پڑھوں
 اس وقت یہ چند آیتیں پڑھیں۔ اقرأ باسم ربك الذي
 خلق من علم الانسان ما لم يعلم۔

خلاصہ

حضور کو پیدائش شریف سے اکتالیسویں برس
 ۹ ربیع الاول مطابق ۱۲ فروری ۶۱۰ء بروز
 بدھ کوہ حرا کے ایک غار میں نبوت کی باعظمت
 خلعت عطا فرمائی گئی، اس وقت عمر مبارک
 چالیس سال ایک دن کی تھی۔

بسیح اور دعوت اسلام

سوال۔ حضورؐ نے اول اول کس طرح مسلمان بنانا شروع کیا؟

جواب۔ پوشیدہ طور پر جن جن لوگوں میں ثابت اور صلاحیت پاتے تھے ان کو ہم خیال بنا کر مسلمان ہو جانے پر آمادہ کرتے تھے۔

سوال۔ سب سے پہلے کون مسلمان ہوا؟

جواب۔ آزاد مردوں میں حضورؐ کے جان نثار دوست حضرت ابوبکرؓ صدیقؓ، آزاد عورتوں میں حضورؐ کی محترمہ اہلیہ۔ شہنشاہ عالم کی مقدس ملکہ حضرت خدیجہ کبریٰؓ رضی اللہ عنہا، آزاد بچوں میں حضورؐ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ۔ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ جو حضورؐ کے آزاد کردہ غلام تھے باندیوں میں حضورؐ کی آزاد کردہ باندی ام ایمن۔

سوال۔ سب سے پہلے دوستوں اور گھر کے خاص آدمیوں کے اسلام لانے سے کیا سمجھا جاتا ہے؟

جواب۔ ان حضرات کا سب سے پہلے پہلی ہی آواز پر ایمان لانا حضورؐ کی سچائی اور علیؓ پاکیزگی پر قوی

دلیل ہے، کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جو آنحضرتؐ کی چالیس سال کی ذرا ذرا سی باتوں سے پوری طرح واقف تھے اور حضورؐ کا اللہ والا طرز طریق لڑکپن سے دیکھ رہے تھے سوال۔ یہ لوگ مسلمان ہو کر صرف وظیفہ و نطائف میں مشغول ہو گئے یا کچھ اور بھی کام کیا؟

جواب۔ ان حضرات نے مسلمان ہونے کے بعد فوراً ہی آہستہ آہستہ اپنے خیالات کو پھیلانا شروع کر دیا، خانجہ تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت بلالؓ و عمرؓ و بن عباسؓ خالدؓ وغیرہ اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے، اور پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت عثمان غنیؓ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیرؓ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمنؓ رضی اللہ عنہ بن عوف حضرت طلحہؓ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن وقاصؓ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو عبیدہؓ رضی اللہ عنہ بن الجراح حضرت عبد اللہ بن بلالؓ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ بن مظعون، حضرت عامرؓ رضی اللہ عنہ بن نضیر جیسے بزرگ حضرات مسلمان ہو گئے، جن کو اگر اسلام کی جڑیں کہا جائے تو بجا ہے، اسی طرح عورتوں میں حضرت کیچی یعنی حضرت عباسؓ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت ام الفضلؓ رضی اللہ عنہا حضرت اسماء بنت عمیسؓ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ رضی اللہ عنہا حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کی بہن، حضرت فاطمہؓ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا سوال۔ اس طرح پوشیدہ پوشیدہ اسلام پھیلنے سے کیا

معلوم ہوتا ہے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں کی تبلیغی کوشش سے تم کیا سمجھتے ہو؟

جواب۔ معلوم ہوتا ہے کہ تلوار کے زور سے اسلام نہیں پھیلا، بلکہ سچائی، اخلاق، اور ایمانداری کے زور سے اسلام پھیلا ہے، ورنہ ایک دو آدمی کی کیا ہمت تھی کہ کسی غیر کو زبردستی اسلام لانے پر مجبور کرتا اور خصوصاً ایسے وقت

میں جبکہ دنیا ان کی دشمن ہو۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات کی اس خطرناک زمانہ میں کوششوں سے

معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ تمام نصیبتوں سے بے پروا ہو کر اسلام کی ترقی کے لئے ہمیشہ جان توڑ کر کوشش کرتا رہے۔

سوال۔ اسلام کی دعوت کتنے عرصہ تک پوشیدہ طور پر ہوئی رہی؟

جواب۔ تقریباً تین برس تک۔

سوال۔ اس عرصہ میں کتنے آدمی مسلمان ہوئے؟

جواب۔ تقریباً تیس آدمی۔

سوال۔ اس زمانہ میں مسلمان کہاں رہا کرتے تھے؟

جواب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر مکہ کے

کنارے پر ایک مکان تجویز فرمایا تھا عموماً مسلمان

اسی میں رہا کرتے اور عبادت کیا کرتے تھے اور حضورؐ
 وہیں تشریف لے جا کر ان کو تسلیم اسلام سے مشرف فرمایا
 کرتے تھے۔

خلاصہ

حضور نے خدا کے حکم کے بموجب اول اول پوشیدہ
 طور پر مسلمان بنانا شروع کیا تقریباً تین سال اسی طرح
 اسلام کی تبلیغ ہوتی رہی، جو حضرات مسلمان ہوئے
 انہوں نے اپنا فرض محسوس کیا اور فوراً دوسروں میں
 تبلیغ شروع کر دی اسی طرح آہستہ آہستہ تین سال کے
 عرصہ میں تقریباً تیس آدمی مسلمان ہو گئے، یہی وہ لوگ
 تھے جن سے اسلام کی جڑیں مضبوط ہوئیں۔ ان کا اس
 طرح اسلام لانا روشن دلیل ہے، کہ اسلام تلوار کے زور
 سے نہیں پھیلا۔ بلکہ روحانی اور اخلاقی طاقت نے لوگوں
 کو اسلام کا عاشق بنایا۔ اتنی ہمت نہ تھی کہ کھلم کھلا
 احکام اسلام کے بموجب عبادت کر سکیں مجبوراً چھپ
 چھپ کر اسلام کے احکام کی تعمیل کیا کرتے تھے

کھلم کھلا اسلام کی تبلیغ اور سچی اور نیک مخالفت

سوال۔ کھلم کھلا اسلام کی تبلیغ کس طرح شروع کی گئی؟
 جواب۔ مکہ کی ایک پہاڑی پر جس کا نام صفا ہے حضور تشریف لے گئے اور قریش کے ناندانوں کو نام بنام پکارا۔ جب سب اکٹھے ہو گئے، تو آپ نے فرمایا۔ اگر میں خبروں کہ اس پہاڑ کے نیچے دشمن کا لشکر پڑا ہوا ہے اور قریب ہے کہ تم پر حملہ کر دے تو کیا تم اس خبر کو سچ جانو گے۔

غاضب نے ایک زبان ہو کر جواب دیا۔

آپ کی سچائی کا ہیں پورا یقین ہے۔ آج تک کوئی خلاف بات آپ سے سرزد نہیں ہوئی۔ اسی باعث سارا عرب آپ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتا ہے، کیسے ممکن ہے کہ اتنی بڑی خبر کو ہم سچ نہ مانیں۔ حضور نے فرمایا اگر تم نے اپنے ناپاک خیالات اور غلط عقیدوں کو نہ چھوڑا تو یقین جانو۔ خدا کے سخت عذاب کا لشکر تم کو تباہ کر دے گا۔ میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں۔
 سوال۔ جب خداوند عالم کا یہ حکم نازل ہوا۔

وَأَنْذِرْ حَاشِيَةَكَ الْأَقْرَبِينَ۔ یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو خدا سے ڈراؤ، تو حضور نے اس کی تعمیل کس طرح کی؟
 جواب۔ حضور نے عبدمناف یعنی پر وادا کی اولاد میں سے

تقریباً چالیس آدمی جمع کیے اور فرمایا جو شخص تمہارے لئے ہیں لایا ہوں، دنیا میں کوئی شخص اپنی قوم یا جماعت کے لئے اس سے بہتر شخص نہیں لایا، میں تمہارے لئے دین و دنیا کی ترقی اور کامیابی لایا ہوں، خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف بلاؤں دنیا کے تمام آدمیوں سے اگر میں جھوٹ بولتا تو واللہ تم سے جھوٹ ہرگز نہ بولتا اگر میں دنیا کے آدمیوں کو دھوکا دیا کرتا تو میرا ضمیر کسی طرح گواہ نہ کرتا کہ تمہیں دھوکا دوں اس پروردگار کی قسم جو سچتا ہے، میں تمہارے پاس رسول اور پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

سوال۔ قریش نے اس سچی لکار کا کیا جواب دیا؟

جواب۔ "ابولہب" حضور کا چچا، کھڑا ہوا اور لکارا اقبالک الہذا جمعنا۔ تو برباد ہو گیا اسی واسطے ہمیں اکٹھا کیا تھا "معاذ اللہ" قرآن پاک کی سورۃ تبت یٰ ابا لہب سے خدا تعالیٰ نے اسی کا جواب دیا ہے۔ ترجمہ۔ "ابولہب" ہی برباد ہو گیا۔

اس کے بعد کفار نے وہ تکلیفیں حضور کو اور آپ کے ساتھیوں اور حاسنیوں کو پہنچائیں کہ ان کے سینے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، دنیا ان کی مثال سے خالی ہے خدا کی پناہ، کبھی حضور کے راستوں سے کانٹے پھہا دیئے

جاتے کبھی کوٹھیوں کے اوپر سے غلاظت اور کوڑے کرکٹ کے ٹوکڑے حضورؐ کے جسم پاک پر پھینکے جاتے، کبھی اس جسد مبارک کے خون سے سارا بدن نہلا دیا جاتا۔ خدا کی قدرت نظر آتی تھی جب اللہ کے اس گھر میں جہاں جانور کو ستانا بھی حرام سمجھتے تھے خود حضورؐ کے رشتہ داروں کی طرف سے حضورؐ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی جاتیں۔

وہی کعبہ جو خدا کا گھر تھا، جو تمام مخلوقات کے لئے امن کی جگہ تھا۔ جب خدا کا سب سے زیادہ پاک اور پیارا بندہ خدا کے سامنے سجدہ کرتا تو کبھی گردن میں کپڑا ڈال کر کھینچا جاتا جس سے گلا گھٹنے لگتا، آنکھیں باہر کو آنے لگتیں، کبھی سر پر اونٹ کی اوجھ رکھی جاتی جس میں منوں غلاظت ہوتی، کبھی اس مقدس سر کو کچیلنے کی کوشش کی جاتی جو خدا کے بے خوف گھر میں اللہ کے سامنے زمین پر رکھا ہوا تھا کبھی خدا کے اس پاک اور محبوب بندے کو شہید کر دینے کے منصوبے کئے جاتے۔

ایسا بھی ہوا کہ آپ کے ساتھیوں کو دیکتے ہوئے انکاروں پر لٹا دیا گیا۔ کہ کی وہ کنکریلی زمین جو تنور کے بھوسھل کی طرح پختی ہے دو پہر کی آگ برسانے والی دھوپ میں حضرت بلال حبشیؓ کا پھوننا بنائی جاتی تھی۔ ننگا لٹکا کر ان کے سینہ

پر پتھر رکھ دیا جاتا کہ ہل بھی نہ سکیں گردن میں رسی باندھ کر بچوں کے حوالہ کر دی کہ پہاڑ کے پتھروں میں گھسیٹتے پھریں، ایسا بھی ہوا کہ حضورؐ کے ساتھیوں کی مشکیں کس کر صرف اس جرم پر روزانہ بید لگائے گئے کہ بت پرتی کیوں چھوڑ دی۔ کسی کی گردن پٹوڑی جانی سر کے بال کھینچے جاتے۔ دھوئیں میں بند کر کے حضرت عثمان غنیؓ کا دم گھونٹا جاتا، کسی کو گائے اور اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیا جاتا، کسی کو توبہ کی زرہ پہنا کر جلتے پتھروں پر گرا دیا جاتا۔

ادبخت ابو جہل تیرا وہ ظلم ہمیشہ یاد رہے گا کہ تو نے ”بی بی سمیہؓ“ کے نازک حصہ میں نیزہ مار کر شہید کر ڈالا تھا، دنیا کبھی نہیں بھول سکتی کہ ان کمبختوں نے تین برس تک برابر حضورؐ کا اور حضورؐ کے ساتھیوں کا مقاطعہ رکھا تھا۔ کوشش یہ کی گئی تھی کہ کسی طرح پانی کا ایک گھونٹ یا کھانے کا ایک لقمہ بھی اللہ کے ماننے والوں تک نہ پہنچ سکے، بچے بھوک کے مارنے راتوں بلبلائے۔ ان کے وہ رشتہ دار جو ان بچوں پر مکھی کا بٹھنا بھی گوارا نہ کر سکتے تھے، ان کی بلبلاہٹ سننے پتھر اگر کان رکھتے تو یقیناً پھٹ جاتے، لیکن ان کے دل ایک لمحہ کے لئے بھی نہ لپیٹے اور اگر کچھ متاثر ہوتے بھی تو معاہدہ کی پابندی سے مجبور ہو جاتے

تھے یا مجبور کرتی تھی ان کے ہاتھ پاندھے ہوئے، اور سروں
 میں بٹریاں ڈالے ہوئے تھی، قصور صرف اتنا تھا کہ اللہ کو ایک
 کیوں کہتے ہو۔ پتھروں کو کیوں نہیں پوچھتے۔ لوٹ مار، شراب
 خواری، جو بازی، بخش کاری اور ہزاروں قسم کے بڑے کاموں
 میں ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیتے وہی اللہ کا یکتا بندہ جو سارے
 جہاں کے لئے رحمت بنا کر آیا تھا، جب ان کے فائدے کی
 باتیں سنانا تو وہ شور مچاتے کہ کوئی سن نہ سکے، آپ کو معاف
 مجنون کہتے تاکہ حضور کی بات پر کوئی کان نہ لگا سکے۔ نیلوں
 اور بازاروں کے موقعوں پر تاکہ بندھی کر دیتے کہ کوئی حضور
 تک پہنچ نہ سکے وہ پتھر برساتے اور پیچھے لگتے کہ اللہ کا
 بیجا ہوا پیارا رسول چل نہ سکے۔

طارق بن عبد اللہ صحابی ایک صحابی ہیں، اسلام سے پہلے
 "ذی الحجاز" کے بازار میں گئے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک
 شخص سرخ وھاریوں کی چادر اڑھے ہوئے ہے، اور پکار رہا
 ہے "لوگو! کہدو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کامیاب ہو جائے
 ایک دوسرا شخص پتھر لئے ہوئے ان کے پیچھے لگا ہوا ہے، پتھر
 کی مار سے قدموں اور سونوں کو ہولہان کر دیا ہے، وہ گلا پھا
 پھاڑ کر لٹکا رہا ہے۔ "اس کا کہنا مت مانو جھوٹا ہے" معاذ اللہ
 میں نے کہا یہ کون ہیں، لوگوں نے بتایا عبد المطلب کے خاندان کے

ایک نوجوان ہیں۔ میں نے پوچھا پھر مارنے والا کون ہے۔ جواب دیا گیا کہ ان کا چچا عبد العزیز نام جس کو ابو لہب کہتے ہیں۔ الغرض ایک سچی آواز تھی جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں شہروں کی گلیوں میں پہنچے اور سیلوں کے بازاروں میں، شادی اور خوشی کی محفلوں میں رنج اور مصیبت کی ماتم گاہوں میں خانہ کعبہ کے حرم میں منیٰ اور عرفات کی داویوں میں بھولی بھالی مظلومہ سچائی کے ساتھ اٹھتی تھی، ظالموں کا ظلم اس کو دبانا چاہتا تھا، مگر مظلومیت کا شعلہ اس کو دن بدن بھڑکا رہا تھا۔

ظلم اور سختی جب کارگر نہ سمجھی گئی تو طمع بھی دی گئی۔ حضورؐ سے عرض کیا گیا کہ اگر حسینہ کی تلاش ہو تو سارے عرب کی عورتیں پیش ہیں، جس کو چاہو پسند کر لو، اگر روپیہ کی ضرورت ہو عرب کے خزانے موجود ہیں۔ اگر حکومت کی تمنا ہو تو ہماری گروتیں غلامی کے لئے حاضر ہیں ہم رعایا بنتے ہیں اور آپ کو بادشاہ بناتے ہیں، مگر جواب ایک تھا اور وہ یہ کہ "اگر ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج بھی لاکر رکھیں تو خدا کی قسم میں اس قدم سے نہ ہٹوں گا، جس پر میرے خدا نے مجھے جاویا ہے مختصر یہ کہ وہ ایک پکار تھی جو حضورؐ کی زبان سے ادا ہوتی تھی نا فرمان مخلوق نے ہزاروں کوششوں سے دباننا چاہا۔ مگر وہ خدا کی پکار تھی، اللہ کی آواز کو بلند ہونا تھا وہ بلند ہوتی اور تباہ

بلند ہے۔ اب تمہارا فرض ہے کہ آئندہ اس کو بلند رکھو۔
سوال۔ مکہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ دشمن کون کون
تھے جو سب سے زیادہ تکلیف دیا کرتے تھے۔

جواب۔ حضورؐ کا چچا ابو لہب، ابو جہل، جس کا نام عمر و تھا اور
اس کا بھائی "عاصی" اور ولید بن عقبہ، اور ابو العجرى پسر
ہشام اور عقبہ پسر بعتہ۔ اور شیبہ پسر ربیع۔

سوال۔ دنیا میں ان کا کیا انجام ہوا؟
جواب۔ جنگ بدر میں کتے کی موت مارے گئے۔

ہجرت یا جلاوطنی

سوال۔ ہجرت کس کو کہتے ہیں؟
جواب۔ کسی مجبور سے اصلی وطن چھوڑ کر دوسری جگہ
چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔

سوال۔ حضورؐ کے زمانہ میں کتنی ہجرتیں ہوئیں؟
جواب۔ تین۔

سوال۔ ان کے نام کیا کیا ہیں؟
جواب۔ ہجرت حبشہ اولیٰ۔ یعنی حبشہ کی طرف پہلی بار ہجرت
(۱۲) ہجرت حبشہ ثانیہ۔ یعنی ملک حبشہ کی طرف دوسری بار ہجرت
(۱۳) ہجرت مدینہ یعنی مدینہ کی طرف ہجرت۔

سوال۔ پہلی مرتبہ مکہ چھوڑ کر لوگ کہاں گئے۔
جواب۔ ملک حبشہ میں۔

سوال۔ حبشہ کے بادشاہ کا نام اور اس کا لقب و مذہب کیا تھا
جواب۔ نام احمد بن بصری۔ مذہب عیسائی اور لقب نجاشی
تھا۔ جو حبشہ کے ہر بادشاہ کا ہوا کرتا تھا۔

سوال۔ اس ہجرت میں کتنے آدمی تھے۔

جواب۔ کل پندرہ یا سولہ۔ دس یا گیارہ مرد۔ اور چار یا پانچ
عورتیں۔

سوال۔ ان میں حضورؐ تھے یا نہیں۔ اور سردار کون تھا؟

جواب۔ ان میں حضورؐ نہیں تھے، اور مشہور یہ ہے کہ حضرت
جعفر بن ابی طالب جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حقیقی بھائی
تھے ان سب کے سردار تھے۔ بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ
حضرت عثمان غنیؓ سردار تھے جو حضورؐ کے داماد تھے۔ اور
حضورؐ کی صاحبزادی سمیت ہجرت کر گئے تھے۔

سوال۔ ان لوگوں نے ہجرت کیوں کی؟

جواب۔ جب تریش نے ان حضرات کی زندگی دیکھ
کر دی تو حضورؐ نے ان کی جان کا خوف کر کے اجازت دینے سے
تکلیف دہ جتنے چلے جائیں۔

سوال۔ تریش نے ان کے مقابلہ میں کیا کیا؟

جواب۔ قریش نے ”عمر بن العاص“ اور عبد اللہ بن ابی امیہ کو تحفے تحائف دے کر حبشہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا انہوں نے بادشاہ کے سامنے تحفے پیش کر کے درخواست کی کہ ان لوگوں کو ان کے حوالہ کر دیا جائے وہ قوم اور مذہب کے باغی ہیں سوال۔ نجاشی نے کیا جواب دیا؟

جواب۔ جب تک میں ان لوگوں سے گفتگو نہ کر لوں اور اسلام کی حقیقت نہ معلوم کر لوں حوالہ نہیں کر سکتا۔ سوال۔ نجاشی سے کس نے گفتگو کی؟

جواب۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

سوال۔ وہ گفتگو کیا تھی مختصر طور پر بتاؤ۔

جواب۔ شاہ حبشہ نے کہا ”اپنا مذہب اور صحیح صحیح واقعات بتاؤ۔ اس وقت جعفر نے آگے بڑھے اور فرمایا۔

”دشاہ گمراہی اور جہالت کا ایک دور تھا ہم اس میں پھنسے ہوئے تھے۔ مٹی اور پتھر کے بے حس و حرکت بتوں کی پوجا

کیا کرتے تھے۔ حرام اور مردار بہاری خوراک تھی ہزاروں قسم کی بری باتیں ہمارا شیوہ رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی

طروسیوں پر ظلم، حلیفوں سے بدعہدی، ہماری عادت ہو گئی تھی ہمارا طاقتور کمزور کو کھائے جاتا تھا۔

خدا کی شان کہ اس نے ہماری اصلاح کے لئے ایک پیغمبر

جس کے حسب و نسب سے ہم واقف، اس کی سچائی و پائیداری
پاکر امنی سارے عرب میں مشہور۔

اس نے ایک خدا کی عبادت کی دعوت دی اور بتایا
کہ ہم کسی کو اس کا شریک یا مددگار نہ مانیں۔ مٹی اور پتھر کی ان
گھڑی ہوئی صورتوں کے سامنے سے گردن کھینچ لیں جن کے
قدموں میں ہمارے سر مارے مارے پھرتے تھے۔

اور حکم فرمایا کہ بیچ بولو، عزیزوں رشتہ داروں سے اچھا
برتاؤ کرو، پڑوسیوں پر احسان کرو۔ حرام سے بچو، بے گناہوں
کے قتل و خون سے ہاتھ روکو۔ بُری باتوں سے نفرت کرو
جھوٹی باتوں پر لعنت بھیجو۔ یتیم کا مال ہرگز رت کھانڈ نہ مارو۔
روزہ رکھو، حج اور زکوٰۃ ادا کرو۔

جناب والا۔ ہم ان پر سوچان سے ایمان لے آئے اور
تبدول سے ان کی تصدیق کی، اس کے بعد سورہ مہکم کی تلاوت
کی اور حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ کو واضح کیا۔
سوال۔ بادشاہ پر اس کا کیا اثر ہوا؟

جواب۔ اس سچی اور درو بھری تقریر کو سن کر وہ خود بھی
ایمان لے آیا اور ان مسلمانوں کو قریش کے حوالہ کرنے سے
انکار کر دیا۔

سوال۔ یہ ہجرت نبوت ملنے سے کون سے سال ہوئی۔

جواب۔ پانچویں سال۔

سوال۔ یہ لوگ حبشہ سے کتنے عرصہ بعد لوٹے

جواب۔ دو یا تین ماہ بعد

سوال۔ اس قدر جلد کیوں واپس آئے۔

جواب۔ ایک غلط خبر مشہور ہو گئی تھی کہ مکہ کے کافر مسلمان ہو گئے

سوال۔ واپسی پر مکہ کے کافروں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب۔ وہی ظلم و ستم، جبر و قہر۔

خلاصہ

قریش کے ظلم سے تنگ آ کر کچھ لوگوں کو مکہ چھوڑ دینے کی اجازت

دی گئی، پہلی مرتبہ ۱۵ یا ۱۶ آدمی مکہ چھوڑ کر حبشہ گئے۔ حضرت

جعفر بن ابیہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان کے سردار تھے، قریش نے ان کا

لقب کیا۔ دوا آدمیوں کو تحفہ شائف دیکر حبشہ کے بادشاہ

کے پاس بھیجا کہ مسلمانوں کو ان کے حوالہ کر دیں۔ بادشاہ نے

مسلمانوں سے واقعات پوچھے جن کو سنکر وہ خود ایمان لے

آیا اور ان کو حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک غلط خبر کی بنا پر

تین ماہ بعد یہ لوگ واپس آ گئے۔ مگر واپس آنے پر کفار نے

پہلے سے زیادہ تنگ کیا بادشاہ کا نام اصمہ تھا۔ لقب

سینجاشی۔ مذہب عیسائی۔

اسلام کی ترقی اور حضور کا مقاطعہ

سوال۔ پہلی ہجرت سے داپسی نبوت کے کون سے سال ہوئی؟
 ابا۔ پانچویں سال میں۔

سوال۔ اس سال تک مسلمانوں کی تعداد کتنی ہو گئی تھی؟
 ابا۔ چالیس مرد اور گیارہ عورتیں۔

سوال۔ اس سال کا بڑا واقعہ کیا ہے؟

ابا۔ حضور کے چچا حضرت حمزہؓ اور پھر تین دن بعد حضرت زرارہؓ کا مسلمان ہونا۔

سوال۔ اس سال تک مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ اور ان دنوں بزرگوں کے اسلام لانے کا کیا اثر ہوا؟

ابا۔ اس وقت تک مسلمان ہونے والے حضرات اگرچہ قلمندی، سنجیدگی اور طبیعت کی نیکی میں بے نظیر اور مشہور تھے مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان مقدموں کا بہترین فیصلہ کرنے میں مشہور تھے۔ مگر یہ حضرات رعب اور دھماکے کے آدمی نہیں تھے اسی وجہ سے تمام اسلامی کام چھپ چھپ کر ادا کئے جاتے تھے اور اسلام اس سال تک گویا پوشیدہ راز تھا یہ دونوں بزرگ چونکہ جری، شجاع، اور با رعب تھے، ان دونوں

حضرات نے خصوصاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس چھپا لکھی کو ایک دم اٹھا دیا، خیال یہ ہے کہ اس ہی توقع کی بنا پر حضورؐ نے دعا بھی فرمائی تھی کہ اے اللہ عمر بن خطابؓ کو ابوبہل بن ہشام کے ذریعہ سے اسلام کو قوت عطا فرما اور یہ امید تھی جس نے مسلمانوں کو اس درجہ خوش کر دیا کہ حضرت عمر فاروقؓ اعظمؓ کے مسلمان ہونے پر بے اختیار نعرہ نیکے اس قدر زور سے بلند کیا کہ مکہ کی گلیاں گونج اٹھیں، چنانچہ خیالات کے موافق عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمل بھی کیا۔

سوال۔ اسلام کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ کا پہلا کارنامہ کیا ہے؟

جواب۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب اسلام سے مشرف ہو چکے تو عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم حق پر ہیں تو اس چھپا لکھی کی کوئی وجہ نہیں اور پھر مسلمانوں کو ساتھ لیا اور حرم میں جا کر ایک خدا کی عبادت بجالائے۔

سوال۔ کفار نے اس دلیری کو کس نگاہ سے دیکھا؟

جواب۔ دن بدن اسلام کی ترقی نے ان کو سہا دیا۔ اپنے دن انہیں نظر آنے لگے۔ فوری طور پر تو اس دلیری کا جواب مار پیٹ سے دیا لیکن پھر پوری طاقت سے مسلمانوں کو فنا کر دینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

سوال۔ مسلمانوں کو مٹا دینے کی کیا شکل دکالی۔

جواب۔ یہ انتظام تو پہلے ہی سے تھا کہ کوئی شخص حضورؐ تک پہنچ نہ سکے۔ راستوں پر آدمی بٹھا دیتے جاتے تھے تاکہ آنے والوں کو پہلے ہی روک لیا جائے اور طرح طرح کی جھوٹی ہمتوں سے اس کے کان بھر دیتے جاتیں تاکہ اسکے دل میں حضورؐ سے رعباذا اللہ نفرت پھیل جائے اور وہ اس طرف کا خیال بھی نہ کرے، مگر اب حضورؐ کو در نصیب دشمنان اشدہند کر دینے کے منصوبے ہونے لگے، مگر خطرہ صرف یہ تھا کہ حضورؐ کے خاندان کے آدمی خون کا بدلہ لینے کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور لڑائی چھڑ جائے گی تو اب یہ کوشش ہونے لگی کہ حضورؐ کے حمایتیوں کو حضورؐ سے چھڑا دیا جائے۔

چنانچہ حضورؐ کا مقاطعہ کر دیا گیا اور آپ کے خاندان کے جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے تھے، مگر آپ کے حمایتی تھے، ان سے مطالبہ کیا گیا کہ دھاکم بدہن حضورؐ کو ہمارے سپرد کر دو تاکہ ہم شہید کر ڈالیں اگر ایسا نہ کر دو گے تو تمہارا بھی کھانا پینا بند۔ یعنی مقاطعہ کر دیا جائے گا۔

سوال۔ مقاطعہ کی کیا شکل ہوئی۔ اور حضورؐ کے ساتھیوں نے حضورؐ کا ساتھ چھوڑا یا نہیں؟

جواب۔ مسلمان تو کیا جو کافر آپ کے حمایتی تھے انہوں نے

بھی حماقت نہیں چھوڑی، اس پر ان سب کو مکہ مکرمہ کے
اس مقام پر ڈال دیا گیا جس کو شیب مکہ کہتے ہیں اور
عام طور سے بندش لگا دی گئی کہ نہ کوئی شخص ملاقات کرے
نہ کھانے پینے یا اور کسی قسم کی ضرورت کی کوئی چیز حضور
تک پہنچا سکے۔ اور اس کے متعلق کافروں کے بڑے
بڑے سرداروں نے ایک معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ میں رکھ دیا۔
سوال۔ یہ مقاطعہ کب شروع ہوا؟

جواب۔ نبوت سے ساتویں برس، محرم کے مہینہ میں

سوال۔ اس مقاطعہ یا محاصرہ یا نظربندی کے زمانہ
میں مسلمان پر کسی گزری۔

جواب۔ دانہ، پانی کا پونچنا بند تھا۔ بھوک سے بچے پلبلا تے

تھے وہ کافر جو خاص رشتہ دار تھے، ان کی آوازیں سننے

مگر رشتہ داروں کے خون سفید ہو گئے تھے۔ یا تو رحم ہی نہ

آتا تھا یا معاہدہ کی پابندی نے دلوں سے رحم نکال دیا تھا

درختوں کے پتے اور گھاس کی جڑیں کھا کر زندگی بسر

کی جاتی تھی۔

سوال۔ سب صحابی محاصرہ ہی میں رہے، یا محاصرہ کے

علاوہ کوئی اور حکم بھی تھا۔

جواب۔ حضور نے صحابہ کو ہجرت کی اجازت بھی دیدی تھی۔

چنانچہ مسلمانوں نے دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

خلاصہ

نبوت سے پانچویں سال میں حضرت حمزہؓ اور ان کے تین روز بعد حضرت عمر فاروقؓ اسلام میں داخل ہو گئے یہ دونوں حضرات دھاک کے آدمی تھے مسلمانوں نے پہاڑ کی کھائی سے نکل کر بیت اللہ میں عبادت ادا کی۔ کفار نے اسلام کی بیخ کنی کا پوری قوت سے تہیہ کر لیا چنانچہ حضورؐ کا اور حضورؑ کے ساتھیوں کا مقاطعہ کر دیا گیا۔ مکہ کے قریب شعیب ابی طالب ہیں ان کو ڈال دیا گیا۔ بلا لحاظ مذہب۔ حضورؑ کے حامیوں نے حضورؑ کا ساتھ دیا۔ درختوں کے پتے اور گھاس کی جڑیں کھا کر بسر کی۔ حضورؑ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی بھی اجازت دے دی تھی۔

دوبارہ ہجرت حبشہ

اور

مقاطعہ باحصا کے باقی حالات

سوال۔ حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ ہجرت کب ہوئی۔ اس کا نام کیا ہے، اس میں کتنے آدمی شریک تھے؟

جواب۔ یہ واقعہ نبوت سے ساتویں سال پیش آیا یہی سال مقاطعہ کے شروع کا ہے۔ اس ہجرت کو ہجرت حبشہ

ثانیہ کہتے ہیں اور اس میں ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں شریک تھیں۔ اور ان کے علاوہ یمن کے کچھ آدمی یعنی حضرت ابو موسیٰ

اشعری رضی اللہ عنہ کی قوم کے آدمی بھی ان کے ساتھ مل گئے تھے۔

سوال۔ یہ حصار کتنے عرصہ باقی رہا اور کون سے سال ختم ہوا؟

جواب۔ تین برس تک برابر رہا اور نبوت کے دسویں سال اس کا خاتمہ ہوا۔ جب عمر شریف ۵ سال تھی۔

سوال۔ اس مقاطعہ یا حصار کا کس طرح خاتمہ ہوا؟

جواب۔ کفار قریش نے جب دیکھا کہ ان کی انتہائی سختی بے اثر رہی، اسلام کے پیروں میں بٹریاں نہیں ڈال سکے

خدا کی آواز کو روک نہ سکے مسلمانوں کی منطوبیت عام طور سے ظاہر ہونے لگی اور خطرہ ہوا کہ عام عرب والوں کے دل میں ہماری طرف سے اگر نفرت پید ہو گئی تو اسلام کی ترقی ہوگی، ہماری عزت اور عظمت جاتی رہے گی۔ تو خود قریش ہی کے کچھ کافروں نے اس مقاطعہ کی مخالفت میں آواز اٹھانی شروع کر دی۔ اتفاق سے اس عرصہ میں اس عہد نامہ کے حرفوں کو بھی دیکھ لینے کہا گیا تھا۔ جو مقاطعہ کرنے کے وقت لکھا گیا ہوگا۔

بالآخر نبوت سے دسویں سال اس نا جائز قید "جلس پچا"

کا خاتمہ ہوا۔

سوال۔ اس سال کا حضورؐ نے کیا نام رکھا؟

جواب۔ عام الحزن، یعنی غم کا سال۔

سوال۔ اس سال کو غم کا سال کیوں کہا گیا؟

جواب۔ اس وجہ سے کہ حضورؐ کی بہرو اور ہاں شمار۔ عمر بھر

کی ساتھی غمخوار زوجہ یعنی حضرت خدیجہؓ کی وفات اس ہی

عرصہ میں ہو گئی۔ جنہوں نے اپنی تمام راحت اور چین اور

تمام ثروت اور دولت اسلام پر قربان کر دی تھی۔ اور ہر مصیبت

میں نہایت غمخواری اور دردمندی سے حضورؐ کا ساتھ دیا

کرتی تھیں، اور اسی سال حضورؐ کے چچا صاحب ابو طالبؓ کا بھئی

انتقال ہو گیا۔ وہ اگرچہ کافر ہی مرے مگر اس میں شک نہیں کہ حضورؐ کی حمایت میں تمہیں کوتاہی نہیں کی۔ مقاطعہ کے زمانہ میں تین برس برابر حضورؐ کے ساتھ ہی رہے۔ اور چونکہ کفار ان کا خیال کرتے تھے اس وجہ سے اکثر لوگ حضورؐ کو کھلے بندوں ستانے میں آزادی سے کام نہیں لیتے تھے۔ کسی درجہ لحاظ بھی کر لیا کرتے تھے۔

سوال۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات پہلے ہوئی یا ابوطالب کی اور ان دونوں کی وفات میں کتنے دنوں کا فاصلہ تھا۔
 جواب۔ حضورؐ کے چچا کی وفات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تین دن پہلے ہوئی۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تین دن بعد۔

سوال۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کون سے مہینہ میں ہوئی اور وہ کہاں دفن ہوئیں۔ اور حصار سے رہائی کے بعد واقعہ ہوا یا پہلے؟

جواب۔ رمضان شریف میں اور مقام حجوں میں دفن ہوئیں اور یہ واقعہ رہائی سے کچھ عرصہ بعد ہوا۔

سوال۔ کافروں کی تکلیفوں کیساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضورؐ کی کس طرح ولداری کی گئی اور کیا کیا انعام حضورؐ پر نازل ہوئے۔

جواب یہی زمانہ ہے جس میں معراج کی دولت حضورؐ کو عنایت فرمائی گئی۔ یہ دولت سے کہ کائنات عالم میں نہ کسی کو اس وقت تک عنایت کی گئی تھی نہ آئندہ کی جائے گی

معراج ہی کے سلسلہ میں حضورؐ کو تمام انبیاء کا امام بنایا گیا اور جسمانی طور پر حسد اطہر کے ساتھ حضورؐ کی رسائی ان مقامات پر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ روحانی طور پر بھی اس درجہ تک نہیں پہنچ سکیگا

حضورؐ کی معراج شریف سے پہلے دنیا محض سنا کرتی تھی کہ دوزخ اور جنت ہے اور آخرت کے معاملات جتنی ہیں کسی نے نہ دوزخ کو دیکھا تھا نہ جنت کو۔ نہ آخرت کے عذاب یا ثواب کو حضورؐ کو دوزخ اور جنت کی سیر کرا کے اور آخرت کے عذاب اور ثواب کا نظارہ دکھا کر ایک چشم دید شاہد دینا کو عطا کیا گیا۔

اسی سلسلہ میں حضورؐ کے نماں نام لیواؤں پر اللہ کا سلام نازل ہوا اور پانچ وقت کی نمازیں عنایت فرمائی گئیں جو مومن کے لئے معراج قرار دی گئیں اور بتایا گیا کہ اس مختصر سی عبادت میں بندہ احکم الحاکمین جل مجدہ سے خطاب کرتا ہے۔

سوالی۔ ابو طالب مسلمان کیوں نہیں ہوئے۔

بلکہ ما قبلہ اپنی آنکھ سے دیکھنے والا سچا گواہ

جواب۔ ناک کٹ جانے اور برادری اور قوم کے طعن کا خوف انسان کو ہزاروں نعمتوں سے محروم کر دیتا ہے نزع کے وقت بھی جب حضورؐ نے کلمہ طیبہ پڑھنے کے لئے فرمایا تو باوجودیکہ ابو طالب اس کی سچائی پہچانتے تھے۔ مگر سہی جواب دیا کہ برادری کے آدمی طعنہ دیں گے کہ اتنا بوڑھا آدمی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر اپنے پالے ہوئے بچے کے دین میں داخل ہو گیا۔ جو لوگ رسم دنیا کی پابندی فرض سمجھتے ہیں وہ ابو طالب کے واقعہ کو یاد رکھیں اور غور کریں کہ برادری کا خوف کس طرح جنت کی نعمتوں سے محروم کر دیتا ہے

سوال۔ ابو طالب نے کتنی عمر میں وفات پائی۔ اور حضورؐ سے کتنے بڑے تھے؟

جواب۔ ابو طالب حضورؐ سے ۳۵ برس بڑے تھے۔ اس حساب سے ۸۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔

سوال۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنی وفات کے وقت کتنے بچے چھوڑے؟

جواب۔ چار صاحبزادیاں اور پہلے شوہر سے ایک صاحبزادے جن کا نام "ہند" تھا۔

سوال۔ لڑکیوں میں سے کس کس کی شادی ہو چکی تھی؟

جواب۔ حضرت زینبؓ اور حضرت رقیہؓ کی (باقی حضرت فاطمہؓ اور حضرت ام کلثومؓ رضی اللہ عنہما سے نہیں۔)

سوال۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضورؐ نے دونوں

صاحبزادیوں کی دیکھ بھال اور پرورش کا کیا انتظام کیا؟
 جواب۔ کچھ عرصہ تک تو آپ خود ہی خیال رکھتے آتھے، مگر
 چونکہ اسلام کی تبلیغ میں حرج ہوتا تھا۔ ایک طرف خدا کا
 حکم کہ خداوندی احکام کو بے دھڑک ڈنکے کی چوٹ
 لوگوں کو سناتے رہو۔ دوسری طرف کافروں کی بڑھتی
 پونئی دشمنی سے یہ خطرہ کہ موقع پا کر ہاں بچوں کو اپنی
 دشمنی کا شکار نہ بنالیں۔ لہذا حضورؐ نے ایک بیوہ عورت
 سے نکاح کر لیا۔ جن کا محترم نام حضرت سووہ رضی اللہ عنہا۔

سوال۔ ابوطالب کی وفات کے بعد قریش نے حضورؐ کے
 ساتھ کیا برتاؤ کیا۔

جواب۔ قریش کے لئے ٹھوڑی بہت جو کچھ رکاوٹ تھی
 ابوطالب کی وفات سے وہ بھی اٹھ گئی اور اب کھلے
 بندوں حضورؐ کو اذیتیں پہنچانے میں بالکل آزاد ہو گئے
 سوال۔ حضورؐ نے تبلیغ کی کیا شکل اختیار کی؟
 جواب۔ مکہ کے لوگوں پر جب کوئی اثر نہ پایا تو حضورؐ نے
 خیال کیا کہ ممکن ہے قریب کی کسی دوسری آبادی میں کچھ
 اثر ہو تو آپ طائف تشریف لے گئے اور وہاں کے
 لوگوں کو سمجھانا شروع کیا۔ مگر ان کہنتوں نے مکہ والوں
 سے بھی زیادہ تکلیفیں دیں۔ ایک دن بد معاشوں کو اشارہ

کر دیا۔ جو جھولیوں میں پھر بھر کر بازار میں دونوں طرف کھڑے ہو گئے۔ حضورؐ جس طرف جاتے حضور پر پھر برسائے بدن مبارک خون میں نہا گیا تھا۔ چوٹیاں خون سے بھر گئیں تھیں، بار بار سر چکراتا اور اللہ کا سب سے پیارا نبی زمین پر پٹوہ جاتا۔ مگر وہ دونوں بازو پکڑ کر کھڑا کر دیتے، اور پھر اسی طرح گستاخیاں کرتے، آپ مجبور ہو کر تکہ واپس تشریف لے آئے۔

سوال۔ اس سفر میں حضورؐ کے ساتھ کون تھے اور کتنی مدت حضورؐ نے طائف میں قیام کیا؟

جواب۔ حضرت زید بن حارثہ حضورؐ کے ساتھ تھے اور ایک ماہ حضورؐ نے طائف میں قیام کیا۔

سوال۔ اس بلا پر اللہ کا ظاہری احسان کیا ہوا؟

جواب۔ واپسی پر جب حضورؐ ”نخلہ“ مقام پر صبح کی نماز پڑھ رہے تھے جنات نے قرآن شریف سنا اور وہ ایمان لے آئے اور پہاڑوں کے نگہبان فرشتہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو ان تمام گستاخوں کو دو پہاڑوں کے بیچ میں لا کر خدا کے حکم سے سب کو تباہ کر دیا جائے مگر حضورؐ کا جواب یہ تھا۔ ”ایسا ہرگز نہ کرنا۔ اگر وہ مسلمان نہیں ہوئے تو ممکن ہے کہ ان کی نسل میں کوئی ایمان لے آئے“

ر خدا نے قریب قریب انہی سب لوگوں کو ایمان کی
فیتہ عنایت فرمائی۔

خلاصہ

نبوت سے ساتویں سال میں تقریباً سو آدمی دوبارہ
ہجرت کر کے حبشہ گئے۔ ان میں ۸۳ مکہ کے تھے اور
بہت سے یمن کے اس سال محرم کے مہینہ سے حضورؐ
کا پنچائنتی مقاطعہ شروع ہو گیا، جو برابر تین سال تک
رہا۔ اور حضورؐ اور آپ کے حمایتیوں نے ہزاروں قسم
کی مصیبتیں اور بھوک اور پیاس کی ہزاروں پریشانیاں
جھیلیں۔ بچے بھوک سے بلہلاتے تھے، اور بڑے درختوں
کے پتے اور جڑیں کھا کر بسر کرتے، حضورؐ کی عمر چونتیس
سال کی تھی، تو تین سال کے بعد یہ حصار یا مقاطعہ ختم
ہوا، مگر رہائی سے تھوڑے ہی دن بعد ابوطالب اور
پھر تین دن بعد حضرت خدیجہ رضا کی وفات ہو گئی، اس وجہ
سے حضورؐ نے اس سال کا نام غم کا سال رکھا۔
اسی حصار کے زمانہ میں حضورؐ کو معراج عطا کی گئی ابوطالب
نے ۸۵ برس کی عمر میں وفات پائی اور حضرت خدیجہ رضا
نے چار لڑکیاں اور ایک لڑکا ”ہند“ جو پہلے شوہر

سے تھا اپنے پیچھے چھوڑے۔

لڑکیوں میں سے دو کی شادی ہو چکی تھی باقی دو کی
نگرانی اور خدمت کے خیال سے حضورؐ نے حضرت
سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی جو ایک بیوہ مسلمان عورت تھیں
اس کے بعد حضورؐ تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے
مگر وہاں بہت سی مصیبتیں حضورؐ کو برداشت کرنی پڑیں

حصہ اول ختم ہوا

پہلی قسم کی

اسلامی

کتابیں مکتبہ کا تہ

کتاب خانہ دارالانشاءات مولوی مسافر خانہ کراچی

(رضیا پریس کراچی)

Handwritten text in a rectangular box at the top of the page.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

Handwritten line of text.

ہماری جدید طبوعات

- رسول اکرم کی سیاسی زندگی مجلد - ڈاکٹر محمد حمید اللہ ۲/۸
- امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی " " " ۲/۱۲
- مقالات ابوالکلام آزاد - مجلد ۲/۱۰
- مضامین ابوالکلام آزاد مجلد ۲/۱۰
- ختم النبوت کامل ۳ حصے مولانا مفتی محمد شفیع مجلد ۶/۱
- شہید کربلا (تذکرہ امام حسین) " " " ۱/۲
- کرامات صحابہ مجلد مولانا اشرف علیؒ ۱/۸
- خطبات الاحکام مترجم " " " ۲/۸
- شماںل ترمذی مترجم مکمل - مولانا عبدالشکور لکھنوی ۳/۱
- خلفائے راشدین " " " ۳/۱
- تاریخ اسلام کامل ۳ حصے - مولانا محمد میاں ۳/۱
- گناہ بے لذت ۱۲/۱ - تعلیم الدین مجلد ۲/۱
- احکام القمار ۲/۱ - حیات المسلمین مجلد ۲/۱
- امام اعظم ۲/۱ - سیرت خاتم الانبیاء مجلد ۲/۱
- تعلیم الاسلام اول ۲/۱ - سنت رسول ۲/۱
- مختصر سیرت الرسول ۱۰/۱ - دافع الافلاس ۲/۱

ناشر دارالانشاء و تالیف مولانا مہدی مسافر خانہ
کراچی

قیمت 0—12—0

Printed at Mahboob Printing Press, Karachi.

شِعْرَةُ الْإِسْلَامِ مَكْتَبَةٌ

تَارِيخُ الْإِسْلَامِ

صَدَقَ اللَّهُ

دَارُ الْإِسْلَامِ كَرَّاجِي